مکروہات نماز

مکروہ تنزیہی وتحریمی کا حکم:

سوال: مکروہ نماز کی تشریح کریں، یعنی مکروہ تنزیہی اور تحریمی کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

مکروہ (نماز میں ہو یا اس کے علاوہ) کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مکروہ تنزیہی (۲) اور مکروہ تحریمی۔

مکروہ تنزیہی **أقرب إلی الحلال** ہونے کی وجہ سے موجب عقاب نہیں ہوتا اور مکروہ تحریمی **أقرب إلی الحرام** ہونے کی وجہ سے موجب عقاب ہوتا ہے۔(۱)

لہٰذا اگر نماز میں کراہت تنزیہی کا ارتکاب ہوجائے تو اعادہ اولیٰ ہے اور کراہت تحریمی کا ارتکاب ہوجائے تو اعادہ واجب ہوگا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ خالد مظاہری، ۹/۹/۱۴۰۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۴۱۴)

امام کی نماز میں کراہت سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی:

سوال: امام کی نماز مکروہ ہوجائے تو مقتدیوں کی نماز مکروہ ہوگی، یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

---

(۱) تکلموا فی معنی المکروہ والمروی عن محمد رحمه اللّٰه تعالٰی نصا أن کل مکروہ حرام إلا أنه لما لم یجد فیه نصا قاطعا لم یطلق علیه لفظ الحرام وعن أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما اللّٰه تعالٰی أنه إلی الحرام أقرب، کذا فی الهدایة وهو المختار، هٰکذا فی شرح أبی المکارم، هٰذا هو المکروہ کراهة تحریم وأما المکروہ کراهة تنزیه فإلی الحلال أقرب، کذا فی شرح الوقایة. (الفتاوٰی الهندیة، کتاب الکراهة: ۳۰۸/۵)/ الهدایة، کتاب الکراهة: ۳۶۳/٤، دار إحیاء التراث العربی بیروت، انیس)

(۲) بل قال فی فتح القدیر: والحق التفصیل بین کون تلک الکراهة تحریم فتجب الإعادة أو تنزیه فتستحب، آه. (ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب کل صلاة أدیت مع کراهة التحریم تجب إعادتها: ۱٤۷/۲ـ ۱٤۸، دار الکتب العلمیة، بیروت، انیس)

الجوب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مقتدیوں کی نماز امام کی نماز کے تابع ہے؛(۱) اس لیے امام کی نماز میں کراہت واقع ہونے سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۴ر ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۲۷۵)

نمازی کے سامنے چراغ ہونا:

سوال: نمازی کے سامنے اگر چراغ ہوتو نماز اس کی ہوگی، یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کراہت کے ساتھ، یا بلا کراہت؟

(المستفتی:۱۰۴۱، مولوی عبدالقدوس امام مسجد (ترکمان دروازہ دہلی) ۱۶ر ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۷ر جولائی ۱۹۳۶ء)

الجواب ــــــــــــ

نماز ہوجائے گی اور اگر چراغ اپنی جگہ پر روشنی کے لئے رکھا گیا تو کراہت بھی نہیں، ہاں اگر نمازی کے سامنے ایسی ہیئت سے رکھا ہو کہ گویا اس کو سجدہ کیا جاتا ہے تو ایسی ہیئت مکروہ ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی:۳/۴۲۹)

نماز میں آنکھیں بند کرنا:

مسئلہ: ''امام غزالی علیہ الرحمہ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ نماز اندھیرے میں پڑھے، یا آنکھیں بند کر لیا کرے؛ تا کہ نظر منتشر نہ ہو اور حضور قلب میسر ہو''۔ لہٰذا عرض ہے کہ شرع کا مسئلہ ہے کہ آنکھیں بند کرنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور جہاں سجدہ کی جگہ نہ دیکھے، وہ بھی نماز مکروہ ہوگی، لہٰذا اگر واسطے حضور قلب کے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھے تو حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں اور نمازِ تہجد و وتر تو ہمیشہ اندھیرے میں پڑھتا ہوں اور آج کل چوں کہ اندر مکان میں سوتا ہوں تو سنتیں فجر کی بھی اندھیرے میں پڑھتا ہوں، لہٰذا سجدہ کی جگہ نہ دیکھنے کا کیا مطلب ہے؟

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإمام ضامن. {رواه الترمذي} (مشكوة المصابيح،باب فضل الأذان،الفصل الثاني،ص:٦٥،مكتبة فيصل پبلی کیشنز دیوبند،انیس)

(۲) ''الإمام ضامن''إذ ليس المراد به الكفالة بل التضمن بمعنى أن صلاة الإمام متضمنة لصلاة المقتدي،...فإذا صحت صلاة الإمام صحت صلاة المقتدي...وإذا فسدت صلاته فسدت صلاة المقتدي...(ردالمحتار، كتاب الصلاة،مطلب:المواضع التي تفسد صلاة الإمام دون المؤتم:٢/٢٩٣ـ٢٩٤،دار الكتاب ديوبند،انیس)

(۳) ''ولايكره صلاة إلى ظهر قاعد أو قائم ولويتحدث إلاإذا خيف الغلط بحديثه ولا إلى مصحف أوسيف مطلقًا أو شمع أوسراج''،إلخ.(الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الصلاة ،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها:٢/٤٢٢ـ٤٢٣، مكتبة زكريا ديوبند،انیس)

الجواب

بہ نیت خشوع وبقصد ردخطرات ووساوس اگر نماز میں آنکھیں بند کرلے تو کراہت نہ ہوگی، ایسے ہی ضرورت کے وقت معروف جگہ پر جہاں جہت قبلہ بھی مشتبہ نہ ہو اور نہ کوئی اندیشہ ہو، نماز درست ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(تالیفات رشیدیہ ۲۸۴)

نماز کے دوران آنکھیں بند نہ کی جائیں:

سوال: یہ بات تو میرے علم میں ہے کہ نماز کے دوران آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں؛ بلکہ مختلف ارکان نماز میں نظریں اپنی مخصوص جگہوں پر ہونی چاہئیں؛ لیکن میں صرف اپنی توجہ قائم رکھنے کے لیے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھتا ہوں، اگر آنکھیں بند نہ کروں تو نظر کے ساتھ ساتھ ذہن بھی بھٹکنے لگتا ہے؛ بعض اوقات میں دعا بھی آنکھیں بند کر کے مانگتا ہوں، برائے مہربانی یہ وضاحت فرمائیں کہ میرا یہ عمل درست ہے، یا مجھے ہر صورت میں آنکھیں کھول کر ہی نماز پڑھنی چاہئیں؟

الجواب

آنکھیں بند کرنے سے اگرچہ ذہن میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے؛ لیکن افضل یہی ہے کہ نماز میں آنکھیں بند نہ کی جائیں۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۶۱/۳)

---

(۱) خشوع وخضوع کے مقصد سے آنکھیں بند کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ ایسا کرنا ضروری بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ فقہاء کرام نے نماز میں خشوع وخضوع کے لیے نگاہ کو مقام سجدہ پر رکھنے کی صراحت کی ہے۔

قال أبوجعفر: والأفضل للمصلي أن يكون نظره في قيامه إلى موضع سجوده وفي ركوعه إلى قدمه وفي سجوده إلى أنفه وفي قعوده إلى حجره. (شرح مختصر الطحاوي للجصاص، باب صفة الصلاة، مسئلة: مكان نظر المصلي في صلاته: ٦٤٨/١، دار البشائر الإسلامية، انيس)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إذا قام أحدكم في الصلاة فلا يغمض عينيه". (المعجم الأوسط للطبراني: ٦٠٣/١، رقم الحديث: ٢٢١٨، وكذا في المعجم الصغير والكبير رقم: ١٠٩٥٦، / مجمع الزوائد، باب تغميض البصر في الصلاة: ٨٣/٢)

وفي الدرالمختار: (وتغميض عينيه) للنهي إلا لكمال الخشوع.

وفي ردالمحتار: (قوله للنهي) أي في حديث "إذا قام أحدكم في الصلاة فلا يغمض عينيه"... في البدائع بأن السنة أن يرى ببصره إلٰى موضع سجوده... (قوله إلا لكمال الخشوع) بأن خاف فوت الخشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره... إلخ. (الدرالمختار مع رد المحتار، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة وكان ترك السنة أولٰى: ٤١٣/٢، مكتبة زكرياديوبند، انيس)

خیالات سے بچنے کے لیے آنکھیں بند کرنا:

سوال: میرا مسئلہ کچھ یوں ہے کہ میں جب نماز پڑھتی ہوں تو آنکھیں سجدے کی طرف تو ہوتی ہیں؛ لیکن آس پاس کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں اور خیال بھی ان کی طرف چلا جاتا ہے، اس طرح نماز ٹوٹ جاتی ہے، کیا اس صورت میں آنکھیں بند کی جاسکتی ہیں؟

الجواب

غیر اختیاری طور پر اگر آس پاس کی چیزوں پر نظر پڑ جائے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوگا، (۱) آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں، آنکھیں بند کرنے سے یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے اور خیالات کے منتشر ہونے میں مدد ملتی ہے، اس کے باوجود آنکھیں کھول کر نماز پڑھنا افضل ہے اور آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے، جب کہ مستقل طور پر آنکھوں کو بند رکھا جائے اور اگر کبھی کھول دے اور کبھی بند کر لے تو کراہت نہیں۔ (۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۵۶۱/۳)

نماز میں عینک لگانے کا حکم:

سوال: حالت نماز میں عینک (۳) لگائے رکھنا جائز ہے، یا نہیں؟ برتقدیر ثانی کراہت تنزیہی ہے، یا تحریمی؟ فقہائے متقدمین میں سے کسی نے اس مسئلہ کی تصریح کی ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

عینک لگانے کی عادت مستحدث (نئی) ہے؛ اس لیے امید نہیں کہ کسی کے کلام میں اس کی تصریح ملے؛ مگر قواعد سے یہ جواب ہے کہ فی نفسہ جائز ہے؛ لیکن فعل عبث ہے اور عبث نماز میں مکروہ ہے، اس عارض کے سبب یہ فعل مکروہ ہوگا۔ (۴)

(تتمہ اولیٰ صفحہ: ۴۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۴۳۹/۱)

---

(۱) فأما النظر بمؤخر العين يمنة أويسرة من غير تحويل الوجه فليس بمكروه، إلخ. (البدائع الصنائع، كتاب الصلاة، بيان ما يستحب فى الصلاة وما يكره: ۵۰۵/۱، انيس)

(۲) وفى الدر المختار: (وتغميض عينيه) للنهى إلا لكمال الخشوع.

وفى رد المحتار: (قوله للنهى) أى فى حديث "إذا قام أحدكم فى الصلاة فلا يغمض عينيه"... فى البدائع بأن السنة يرى ببصره إلىٰ موضع سجوده... (قوله إلا لكمال الخشوع) بأن خاف فوت الخشوع بسبب رؤية ما يفرق الخاطر فلا يكره. (الدر المختار مع ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولىٰ: ۴۱۳/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۳) سوال وجواب میں عینک سے مراد چشمہ ہے۔ انیس

(۴) البتہ جو لوگ عینک کے عادی ہیں یعنی بینائی کی کمزوری کی وجہ سے "نمبری عینک" لگاتے ہیں، چوں کہ انہیں بغیر عینک کے طمانینت وسکون نہیں رہتا؛ اس لیے ان کے لیے یہ فعل عبث نہیں ہے اور مکروہ نہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔ سعید احمد پالنپوری

معمولی اور متبذل لباس میں نماز:

سوال: جو اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس قمیص اور ازار اور عمامہ موجود ہو تو اس کو صرف ازار، یا صرف قمیص سے نماز پڑھنا مکروہ ہے، یہ مسئلہ فقہ حنفی میں موجود ہے، یا نہیں؟

الجواب

فی الدر المختار: (وصلاته فی ثیاب بذلة)یلبسها فی بیته (ومهنة)أی خدمة أن له غیرها وإلا لا وفسرها فی شرح الوقایة بما یلبسه فی بیته ولایذهب به إلی الأکابر والظاهر أن الکراهة تنزیهیة. (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسے لباس سے اہل وجاہت لوگوں کے پاس کوئی جا سکتا ہے، اس سے نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور اس سے کم حیثیت میں کراہت ہے؛ لیکن تنزیہی ہے۔ واللہ اعلم

۲۱؍ ذی قعدہ ۱۳۲۲ھ (امداد، ص: ۶۲؍ ج: ۱)۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۴۲۵)

کراہت عقص شعر نماز میں مرد وعورت کے لیے عام ہے، یا صرف مردوں کے لیے:

سوال: کراہت عقص شعر نماز پڑھنے کے وقت مرد وعورت کے لیے عام ہے، یا فقط مردوں کے لیے خاص ہے؟ اور عورتوں کو باعقص شعر نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ ہمارے ہاں عقص عورتوں کے لیے نہایت ہی پردہ ہے۔

الجواب

قال العراقی: وهو مختص بالرجال دون النساء؛ لأن شعرهن عورة یجب ستره فی الصلاة فإذا نقضته ربما استرسل و تعذ رستره فتبطل صلاتها وأیضا فیه مشقة علیها فی نقضه للصلاة وقد رخص لهن النبی صلی الله علیه وسلم فی أن لا ینقضن ضفائرهن فی الغسل مع الحاجة إلیٰ بل جمیع الشعر، آه. (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ کراہت عقص شعر عورتوں کے لیے نہیں؛ بلکہ مردوں سے مخصوص ہے۔ **فإن قواعد نا تؤید ما قاله العراقی ولا تأباه.**

۲۴؍ محرم ۱۳۴۸ھ (امداد الاحکام: ۲؍۱۷۷)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة ویکره فیها، مطلب مکروهات الصلاة: ۲/ ۴۰۷، مکتبة زکریا، دیوبند، انیس)

(۲) نیل الأوطار للشوکانی، کتاب الصلاة، أبواب مایبطل الصلاة ومایکره ویباح فیها، باب کراهة أن یصلی الرجل معقوص الشعر: ۲/ ۲۲۸، مکتبة دار الوفاء، انیس)

جماعت ہورہی ہوتو تنہا نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال(۱) زید مسجد میں اس حال میں داخل ہوا کہ مسجد کے اندر ظہر کی جماعت شروع تھی، زید اس جماعت میں شامل نہ ہوکر تنہا نماز پڑھ لیا، کیا زید کا اس طرح نماز پڑھنا درست ہوا؟

حرام کمائی والے کپڑے میں نماز کا حکم:

(۲) عمر نے کوئی کپڑا ایک سو روپیہ کا خریدا اور اس میں ایک روپیہ حرام کمائی کا ہے، اس کپڑے میں نماز پڑھنے سے عمر کی نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) نماز با جماعت ادا کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

"والجماعة سنة مؤكدة للرجال".(۱)

لہٰذا بلا عذر شرعی ترک جماعت گناہ ہے، اگر شخص مذکور نے بھی بلا کسی خاص وجہ شرعی کے ایسا کیا ہے تو گنہگار رہوا؛ لیکن نماز ہوگئی۔

(۲) نماز ہوجائے گی۔(۲) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

عبداللّٰہ خالد مظاہری، ۲۳/۲/۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۴۱۹/۲-۴۲۰)

نماز میں پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا:

سوال: زید امامت کراتا ہے اور اس کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا رہتا ہے، عمرو نے کہا ٹخنوں سے نیچا پاجامہ رکھنا غیر مشروع ہے اور سخت گناہ ہے، اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے تو زید نے یہ کہا کہ غیر مشروع اور سخت گناہ بھی ہے؛ مگر نماز مکروہ نہیں ہوتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نماز مکروہ نہیں ہوتی ہے، یہ صحیح ہے، یا غلط ہے؟ بینوا وتوجروا۔

---

(۱) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۸۲/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) وعن ابن عمر قال: من اشترىٰ ثوباً بعشرة دراهم وفيه درهم حرام لم يقبل اللّٰه تعالىٰ له صلاة ما دام عليه. (مشكوٰة المصابيح، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث: ۲۴۳/۱)(رواه أحمد في مسنده، مسند عبداللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنهما، رقم الحديث: ۵۷۳۲/ والبيهقي في شعب الإيمان، باب الملابس والزي والأواني ومايكره منها، رقم الحديث: ۵۷۰۷، انيس)

(حرام لم يقبل اللّٰه تعالىٰ له صلاة) أي لايثاب عليها كمال الثواب وإن كان مثاباً بأصل الثواب وأما أصل الصلاة فصحيحة بلا كلام. (مرقاة المفاتيح، باب الكسب وطلب الحلال: ۵۰/۶، مكتبة أشرفية ديوبند، انيس)

الجواب ______________________

زید کا قول غلط ہے، عمرو کا صحیح ہے۔ یہ صورت سدل میں تو داخل نہیں؛ مگر جس طرح سدل نماز میں مکروہ ہے، اسی طرح غیر مشروع لباس میں بھی مکروہ ہے۔

صرح به الفقهاء ومنه كراهة الصلاة فى ثوب الحرير، قال العينى: قال تاج الشريعة: الأصح التفصيل، لو صلّٰى فى ثوب حرير أو ثوب مغصوب لم تصح صلاته فى إحدى الروايتين عن أحمد بن حنبل وفى أخرىٰ تصح مع التحريم وعندنا تصح ويكره، كذا فى مطالب المؤمنين، آه. (من نفع المفتى والسائل، ص: ۳۸)

قلت: وكذا كل لباس غير مشروع فهو فى حكم ثوب الحرير والثوب المغصوب؛ لأن الكراهة بهما ليس للنجاسة ولا لقلة الستر؛ بل لتعلق النهى بلبسهما فكذا كل لباس تعلق به النهى والله أعلم، ثم رأيت البيهقى قد عقد باب كراهية اسبال الإزار فى الصلاة و أخرج فيه حديث أبى هريرة مرفوعًا: "وإن الله عزو جل لا يقبل صلاة رجل مسبل إزاره، آه". (ج: ۲/ص: ۲۴۱)(۱)

وهٰذا يدل علٰى نقصان الصلاة بهٰذا الفعل صراحة وأى نقصان أعظم من عدم القبول.

۶/ذیقعدہ ۱۳۴۸ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/۱۷۹-۱۸۰)

ٹخنوں سے نیچے لنگی، یا پائجامہ کئے ہوئے نماز پڑھی تو وہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی:

سوال: ٹخنے سے نیچے لنگی، یا پائجامہ لٹک رہا ہے اور اس حالت میں نماز ادا کی گئی، امام نے پڑھائی ہو، یا مقتدی نے پڑھی ہو تو نماز پر کیا اثر انداز ہوگا؟

الجواب ______________ حامداً و مصلیاً و مسلماً

''ابوداؤد شریف'' میں روایت ہے کہ!

''ایک شخص لنگی ٹخنے سے نیچے کئے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جاؤ وضو کرو، وہ گیا اور وضو کر کے آیا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ وضو کرو، وہ گیا اور وضو کر کے آیا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ وضو کرو، وہ گیا اور وضو کر کے آیا تو ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کو وضو کرنے کا حکم کیوں دیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ٹخنوں سے نیچے لنگی کئے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتے، جو ٹخنے سے نیچے لنگی

(۱) السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الصلاة، باب كراهية إسبال الإزار فى الصلاة: ۳/۱۱۱، مكتبة دار الفكر بيروت، انيس

(یا پائجامہ) باندھے ہوئے ہو‘‘۔(۱)

حدیث پاک میں بحالت نماز سدل کی ممانعت آئی ہے۔(۲)

سدل کا اطلاق اسبالِ ازار پر بھی ہوتا ہے اور سدل کے متعلق فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ مکروہِ تحریمی ہے۔

(وكره)...(سدل) تحريماً للنهي (ثوبه).(۳)

وقد يطلق السدل علىٰ إسبال الازار أيضاً وهو ظاهر عبارات الفقهاء رحمهم الله ولِهٰذا لم يذكروا إسبال الإزار مستقلاً في المكروهات.(۴)

اس لیے اگر کسی نے ایسی حالت میں نماز پڑھی، یا پڑھائی کہ لنگی، یا پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹک رہا ہے تو وہ نماز مکروہِ تحریمی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ: ۱/۴۶۰-۴۶۱)

نماز میں دونوں پاؤں پر برابر زور دے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے، یا ایک ایک پیر پر زور دے کے کھڑا ہونا:

سوال: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! حضرت حکیم الامت، السلام علیکم، آج میں نے اعلاء السنن جلد خامس میں ایک حدیث دیکھی، وہ اس بیان میں ہے کہ ’’نماز میں دونوں پاؤں پر برابر زور دینا مکروہ ہے، کبھی ایک پاؤں پر اور کبھی دوسرے پر زور دینا مستحب ہے‘‘۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے اور ہم کو ایسا ہی کرنا چاہیے؟(۵)

عن ابن مسعود أنه رأى رجلاً صافًا أو صافنا قدميه فقال: أخطأ هٰذا السنة أخرجه سعيد بن منصور، كذا في تخريج الإحياء للعراقي وسكت عنه وأخرجه عبدالرزاق بلفظ مر ابن مسعود برجل صاف بين قدميه، فقال: أما هٰذا فقد أخطأ السنة لو راوح بينهما كان أحب إلىٰ، كذا في كنز العمال.(۶)

---

(۱) عن أبي هريرة: بينما رجل يصلي مسبلا إزاره إذ قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذهب فتوضأ، فذهب فتوضأ ثم جاء، ثم قال: اذهب فتوضأ، فذهب فتوضأ، ثم جاء، فقال له رجل يا رسول الله مالك أمرته أن يتوضأ؟ ثم سكت عنه، فقال: إنه كان يصلي وهو مسبل إزاره وإن اللّٰه تعالىٰ لا يقبل صلاة رجل مسبل إزاره.(سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب الإسبال في الصلاة: ۹۳/۱، مكتبة أشرفي بكڈپو ديوبند، رقم الحديث: ۶۳۸ انيس)

(۲) عن أبي هريرة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن السدل في الصلاة.(سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب ماجاء في السدل في الصلاة، رقم الحديث: ۶۴۳/سنن الترمذي، باب ماجاء في كراهية السدل في الصلاة، رقم الحديث: ۳۷۸، انيس)

(۳) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۴۰۵/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۴) معارف السنن، حديث النهي عن السدل، باب ماجاء في كراهية السدل في الصلاة: ۴۶۱/۳، انيس

(۵) یہ عبارت ترجمہ کی ہے؛ یعنی خط کشیدہ عبارت اعلاء السنن کے ترجمہ کی ہے۔سعید احمد

(۶) كنز العمال: ۲۰۵/۴، انيس

وقال الطحاوی فی معانی الآثار: کمن قام فی الصلاۃ أمر أن یراوح بین قدمه وقد روی ذلک عن ابن مسعود، ذکره محتجاًبه علٰی أن تفریق الأعضاء أولٰی من الصاق بعضها ببعض واحتجاج المحدث الحافظ الناقد بحدیث دلیل علٰی صلاحیته له. (۱)

میں نے مولوی رونق علی صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اب سے پہلے یہ حدیث نہیں دیکھی، تم حضرت حکیم الامت سے دریافت کرلو، تب اس پر کاربند ہونا۔ فقط

الجواب

السلام علیکم! حدیث کا درجہ باعتبار سند کے تو اعلاء السنن میں بتلا دیا گیا ہے کہ طحاوی نے اس سے احتجاج کیا ہے اور مذہب کے اعتبار سے حاشیہ میں بتلا دیا گیا ہے کہ تراوح بین القدمین حنفیہ کے نزدیک افضل ہے، طحطاوی نے ظہیریہ سے نقل کیا ہے: "**نص الإمام علٰی ذلک**" امام صاحب نے اس کی تصریح کی ہے، (۲) اور بعض کتب فتاوی میں کراہت تراوح مذکور ہے اس میں محمل تمایل علی سبیل التعاقب بغیر تخلل سکون ہے۔

ظفر احمد بامر سیدی حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب دام مجدہم از تھانہ بھون۔ ۱۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

تنبیہ: اعلاء السنن میں صف القدمین کو مکروہ کہا گیا ہے، اس سے مراد وصل القدمین ہے، جو مقابل تفریج کا ہے، جیسا آگے چل کر امام مالکؒ سے قرن القدمین کی کراہت نقل کی گئی ہے اور نصب القدمین جو مقابل تراوح بین القدمین کا ہے، مکروہ نہیں؛ کیوں کہ تراوح کا صرف افضل ہونا منقول ہے، اس کی ضد کا مکروہ ہونا منقول نہیں، پس مؤلف اعلاء السنن کا صف القدمین کی تفسیر نصب القدمین سے کرنا مسامحت ہے۔

نیز تراوح کی افضلیت کو جس علت سے معلل کیا گیا ہے، **وهو أنه أیسر وأمكن لطول القیام**، یہ علت قیام قصیر میں ظاہر نہیں، پس قیام قصیر میں تراوح اور نصب القدمین دونوں برابر ہیں۔

قال الطحطاوی: ثم إن هٰذه العلة لاتظهر فیما إذا كان القیام قصیراً. (مراقی الفلاح، ص: ۱۵۳) (۳)

(۱) إعلاء السنن، باب كراهة صف القدمین فی الصلاۃ: ۵/ ۱۴۹، مكتبة أشرفیة دیوبند، انیس

(۲) یہ تسامح ہے، طحطاوی نے امام صاحب کی تصریح قیام میں دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت فاصلہ رکھنے کے مسنون ہونے کے بارے میں کتاب الاثر سے نقل کی ہے اور ظہیریہ سے تراوح کے استحباب کی روایت نقل کی ہے، طحطاوی کی پوری عبارت اس طرح ہے:

قوله: ویسن (تفریج القدمین فی القیام قدر) (أربع أصابع) نص علیه فی "كتاب الأثر" عن الإمام، ولم یحك فیه خلافاً، وفی الظهیریة: وروی عن الإمام التراوح فی الصلاۃ أحب إلی من أن ینصب قدمیه نصباً، اهـ. (حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح، كتاب الصلاۃ، فصل فی بیان سننها، ص: ۲۶۲، مكتبة زكریا دیوبند، انیس)

(۳) حاشیة الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح، كتاب الصلاۃ، فصل فی بیان سننها، ص ۲۶۳، مكتبة دار الكتاب، دیوبند، انیس

تر واح اور صفن میں فرق ہے، صفن یہ ہے کہ ایک قدم پر زور دے کر دوسرے قدم کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ کسی قدر مڑ جاوے، جیسا گھوڑا ایک پیر کو ڈھیلا چھوڑ دیتا ہے، یہ مکروہ ہے، جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہے، تراوح میں ایک قدم پر زور دیا جاتا ہے، دوسرے پر زور نہیں دیا جاتا؛ مگر اس کو بالکل ڈھیلا بھی نہیں چھوڑا جاتا کہ مڑ جاوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ظفر احمد عفا اللہ عنہ

وفی مجمع البحار: كان يراوح بين قدميه من طول القيام أى يعتمد علىٰ أحد هما مرة وعلى الأخرىٰ مرة ليوصل الراحة إلىٰ كل منهما. (ص:٤٣/ج:٢)

وفيه أيضاً حديث: نهى عن صلاة الصافن أى من يجمع بين قدميه وقيل من يثنى قدمه إلىٰ ورائه كفعل الفرس إذا ثنى حافره. (ص:٢٥٤/ج:٢)

۲/ربیع الاول ۱۳۵۷ھ (النور، ص:۱۰) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۴۴۷-۴۴۹)

نفل کے علاوہ دیگر نمازوں میں گھٹنے کا سہارا لینے کی کراہت کی دلیل:

سوال: **عن أبى هريرة رضى الله عنه قال: اشتكى أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم بمشقة السجود عليهم إذا تفرجوا، قال: استعينوا بالركب.** (۱)

حنفیہ اس کو نوافل پر محمول کرتے ہیں، اس کی کیا دلیل ہے؟

الجواب

روى مسلم عن البراء بن عازب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سجد ت فضع كفّيك وارفع من مرفقيك. (۲)

وعن عائشة رضى الله عنها (۳) **قالت: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا سجد لوشاء ت بهيمة أن تمر بين يديه لمرت.** (۴)

---

(۱) جامع الترمذی، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى الاعتماد فى السجود: ٦٤/١، مكتبة أشرفى ديوبند، انيس

(۲) الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة وما يفتتح به: ١٩٤/١، مكتبة البدر ديوبند، انيس

(۳) یہ تسامح ہے، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نہیں ہے؛ بلکہ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ (دیکھئے مسلم شریف: ۱/۱۹۴، ومشکوٰۃ شریف: ۱/۸۳، سعید)

(۴) مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب السجود وفضله، ص: ٨٣، مكتبة فيصل پبليكيشنز ديوبند (الصحيح لمسلم، كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة: ١٩٤/١، انيس)

یہ دونوں حدیثیں صاف نفی کررہی ہیں استعانت بالرکب کی، پس تطبیق کے لیے واجب ہوگا کہ نوافل پر محمول کیا جائے، یا ضرورت ومشقت پر، چنانچہ خود حدیث (۱) میں اس کا قرینہ واضح ہے۔ فقط

۱۵ / ربیع الاول ۱۳۲۵ھ (امداد، ص: ۸۷، ج: ۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۴۲۵)

سورہ فاتحہ سے قبل بسم اللہ پڑھنا:

سوال: جہری نماز میں امام یا منفرد کے لیے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بہ آواز بلند بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

امام شافعیؒ کے نزدیک سنت اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک خلاف سنت اور مکروہ ہے، بسم اللہ آہستہ سے پڑھنی چاہیے۔ (۲) شرح منیہ میں ہے:

ویکرہ للمصلی أن یجھر بالتسمیّة و التأمین و کذا بالثناء و التعوذ لمخالفة السنة، إنتھٰی. (۳)

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ اردو: ۲۲۶)

سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد دیر تک وقفہ کرنا:

سوال: [امام] نماز میں بعد ختم الحمد کے بہت دیر ٹھہرتا ہے، یہ ٹھہرنا کیسا ہے؟

الجواب

بعد فاتحہ کے سکون [سکوت] دیر تک منع ہے؛ کیوں کہ بعد فاتحہ کے بقدر آمین، یا بسم اللہ کے توقف درست ہے اور زیادہ مکروہ ہے اور امام شافعی [کا] مذہب مقتدیوں کے فاتحہ پڑھنے کے واسطے سکوت کرنا ہے، جب کہ اس کا مقتدی کوئی شافعی نہیں تو اس کو سکوت محض ہوائے نفسانی اور غیر مشروع اور جہل حقیقت الحال سے ہے، لہٰذا اس کو اس حرکت سے منع کرنا چاہیے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے، وہ محض جاہل ہے، ایسی حالت میں پیچھے اس کے نماز مکروہ تحریمی ہووے گی۔ فقط

(مجموعہ کلاں، ص: ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۶۸-۱۶۹)

(۱) یعنی اس حدیث میں جس کا سائل نے حوالہ دیا ہے۔ سعید

(۲) وعن أنس رضی اللّٰہ عنہ أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وأبا بکر وعمر رضی اللّٰہ عنھما کانوا یفتتحون الصلاۃ بالحمد للّٰہ رب العٰلمین. {رواہ مسلم}معناہ أنھم یسرون بالبسملة کما یسرون بالتعوذ ثم یجھر بالحمد للّٰہ .(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، مسئلة الجھر وإخفائھا فی الصلاۃ: ۲/ ۲۸۵، مکتبة أشرفی دیوبند، انیس)

(۳) عن ابن عبد اللّٰہ بن مغفل ...قال: وقد صلیت مع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومع أبی بکر وعمر ومع عثمان فلم أسمع أحداً منھم یقولھا فلا تقلھا إذا أنت صلیت فقل "الحمد للّٰہ رب العٰلمین". (جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی ترک الجھر ببسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، مکتبة أشرفیة دیوبند، انیس)

ایک سورت دو رکعات میں پڑھنا:

سوال: اگر سورہ کے بعض حصے کو ایک رکعت میں اور بعض حصے کو دوسری رکعت میں پڑھا جائے تو مکروہ ہوگا، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

بعض حضرات کے نزدیک مکروہ ہے؛ لیکن مکروہ نہ ہونا صحیح ہے، البتہ ایسا نہ کرنا اولیٰ ہے۔

عالمگیریہ میں ہے:

ولو قرأ بعض السورة فی أخریٰ رکعة والبعض فی رکعة،قیل یکرہ وقیل لایکرہ،وھو الصحیح، کذا فی الظھیرة ولکن لاینبغی أن یفعل ولوفعل لابأس به، کذافی الخلاصة. (۱) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۲۲۵)

دو سورتوں کے درمیان ترک سورۃ مکروہ ہے:

سوال: پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھی، جیسے: **لم یکن الذین** اور دوسری رکعت میں سے درمیان سے ایک سورت جیسے: **اذازلزلت الارض** چھوڑ کر اور ایک سورت جیسے: **والعادیات** پڑھی تو اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی، یا نہیں؟ اور بیچ میں کتنی چھوٹی سورت چھوڑنے سے نماز مکروہ ہوتی ہے اور اس کی مقدار کیا ہوتی ہے، تحریر فرماویں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

یہ صورت اگر قصداً کی جائے تو مکروہ ہے، سہواً ہو جائے تو کراہت نہیں، درمیان میں ایک سورت کا چھوڑنا اس وقت جائز ہے، جب کہ وہ اتنی بڑی سورت ہو کہ اس کے پڑھنے سے رکعت ثانیہ رکعت اولیٰ سے بہت لمبی ہو جائے اور قدرے طول کا مضائقہ نہیں؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اولیٰ میں **سبح اسم ربک** اور ثانیہ میں سورۃ الغاشیۃ پڑھی ہے اور وہ **سبح اسم ربک** سے طویل ہے؛ مگر اطول نہیں، پس ایسی صورت میں ترک مکروہ ہے، پس سورۃ القدر پڑھ کر سورۃ الزلزال پڑھنا جائز ہے؛ کیوں کہ کلمات وحروف میں سورۂ **لم یکن الذین کفروا** ان دونوں کے برابر ہے، اس کے عدم ترک سے رکعت ثانیہ بہت طویل ہو جائے گی، پس اس کا ترک مکروہ نہیں اور سورۃ لم یکن پڑھ کر والعادیات پڑھنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ سورۃ الزلزال اتنی لمبی نہیں کہ رکعت ثانیہ طویل ہو جائے، پس اس کا ترک مکروہ ہے۔

قال فی مراقی الفلاح مع الطحطاوی:(و)یکرہ (فصله بسورة بین سورتین قرأھما فی رکعتین) لما فیه من شبھة التفضیل والھجر(وقال بعضھم: لایکرہ إذاکانت السورة طویلة) [لأنھا بمنزلة سورتین قصیرتین،بحر،قوله:(کما لوکان بینھما سورتان قصیرتان)،آہ. (۲)

(۱) الفتاویٰ الھندیة، کتاب الصلاة،الفصل الرابع فی القراءة: ۷۸/۱،مکتبة زکریا دیوبند،انیس

(۲) حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، کتاب الصلاة،فصل فی المکروھات: ۳۵۲،دارالکتاب دیوبند،انیس

وفی الشامیة (ص: ۱۷۰/ج: ۱): (ویکره الفصل بسورة قصیرة) أما بسورة طویلة بحیث یلزم منه إطالة الرکعة الثانیة إطالة کثیرة فلایکره شرح المنیة، آه. (۱)

قلت: وهٰذا هو الذی قاله سیدی حکیم الأمة بذوقه وحاصله أن القاری معذور فی ترک مثل هٰذه السورة الطویلة شرعًا ولیس بمعذور فی ترک القصیر، فافهم، واللّٰه تعالٰی.

۲۴؍رجب ۱۳۴۷ھ۔ (امدادالاحکام: ۱۹۴/۲-۱۹۵)

کسی آنے والے کی خاطر رکوع، یا سجدہ کو طویل کرنا:

سوال: امام صاحب نماز کے دوران کسی آنے والے کی آہٹ سن کر، یا کسی کے جماعت خانہ کا دروازہ کھولنے کی آواز سن کر قرأت، رکوع، یا قعدۂ اخیرہ کو لمبا کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ یہاں ایک امام صاحب نے بتایا کہ اس طرح کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

کسی آنے والے کی خاطر رکوع، یا قرأت، یا قعدۂ اخیرہ کو طویل کرنا اس صورت میں مکروہ تحریمی ہے، جب کہ امام اس کو پہچان کر تعلق کے لحاظ سے ایسا کرے، نماز پھر بھی فاسد نہ ہوگی؛ لیکن اگر امام نے اس کو پہچانا نہیں ہے؛ بلکہ محض اس لیے ایسا کیا کہ آنے والے نمازی کو رکعت، یا نماز ملنے میں اعانت ہو تو کوئی حرج نہیں؛ بلکہ باعثِ اجر ہے۔

درمختار میں ہے:

"وکره تحریمًا إطالة رکوع أوقراءة لادراک الجائی"، إلخ. (۲)

البتہ اس بات کا خیال رہے کہ یہ طویل کرنا ایک دو تسبیح کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ: ۴۶۲/۱)

مقتدی کے لیے تکبیرات انتقالیہ کا آہستہ کہنا:

سوال: مقتدی کو "**ربنا لک الحمد**" اور تکبیرات انتقالیہ بہ آواز بلند کہنا چاہیے، یا آہستہ؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر مقتدی مبلغ ہے تو ایسی صورت میں بقدر ضرورت جہر کرنا جائز ہے؛ بلکہ مستحب، ورنہ مکروہ۔ (۳)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: الاستماع للقرآن فرض کفایة، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: فی إطالة الرکوع للجائی: ۱۹۸/۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

(۳) عن جابر رضی اللّٰه عنه قال: صلّٰی بنا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وأبوبکر خلفه فإذا کبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کبر أبوبکر لیسمعنا. (الصحیح لمسلم، باب ائتمام المأموم بالإمام، رقم الحدیث: ۴۱۳، انیس)

درمختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے:

أما التسميع من الإمام والتحميد من المبلغ وتكبيرات الإنتقال منهما،إذا قصد بما ذكر الإعلام فقط فلا فساد للصلاة،إنتهٰی. (۱)

اسی میں دوسری جگہ ہے:

إعلم أن التبليغ عندعدم الحاجة إليه مكروه وهوبدعة منكرة فى هٰذه الحالة اتفق علٰى ذلك الأئمة الأربعة وأما عند الإحتياج إليه فمستحب،إنتهٰی. (۲)

اورالبحرالرائق میں ہے:

وقيد المصنف بالقراءة؛لأن ما عداها من الأذكارفيه تفصيل إن كان ذكراً وجب للصلٰوة فإنه يجهر كتكبيرة الإفتتاح وما ليس بفرض فما وضع للعلامة فإنه يجهربه كتكبيرات الإنتقال عندكل خفض ورفع إذا كان إماماً أما المنفرد والمقتدى،فلايجهران به ... وهٰكذا فى السراج الوهاج شرح القدورى. (۳) (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو:۲۲۵)

نماز میں گھڑی دیکھنا:

سوال: حالت نماز میں گھڑی دیکھنے سے نماز ہوگی، یانہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداً و مصلياً و مسلماً

اگر حالت نماز میں گھڑی دیکھنے سے فعلِ کثیر کا مرتکب نہیں ہوا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی؛ البتہ مکروہ ہے۔(۴)

ولونظرإلٰى مكتوب وفهمه فالصحيح أنه لا تفسد صلاته بالإجماع. (۵)**فقط واللّٰه تعالٰى أعلم**

(محمود الفتاویٰ:۲۲۳/۴)

دامن چیدن درنماز:

سوال: تشمیر ذیل، یاپائجامہ بحفاظت دریدگی ازتنگی، یاعموماجائز ہے، یانہ؟(۶)

(۱-۲) حاشية الطحطاوى على الدرالمختار،باب صفة الصلاة: ۲۱۳/۱،مكتبة الاتحاد ديوبند،انيس

(۳) البحر الرائق،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة: ۵۸۷/۱،مكتبة دارالكتاب ديوبند، انيس

(۴) عن عائشة قالت:سألت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن الالتفات فى الصلاة فقال:هو اختلاس يختلسه الشيطان من صلاة العبد.(صحيح البخارى،كتاب الأذان،باب الالتفات فى الصلاة: ۱۰٤/۱،رقم الحديث: ۷۲۲-۷۵۱،مكتبة ملت ديوبند،انيس)(كمايفهم من شرح المهذب للنووى: ۹۳/٤-۹٤)

(۵) الهداية،كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱۱۸/۱،مكتبه رشيدية سهارنپور،انيس

(۶) تنگی کی وجہ سے کرتا کے دامن، یاپائجامہ کو پھٹنے سے بچانے کے لیے سمیٹنا عموماً جائز ہے، یانہیں؟ انیس

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

غالباً سوال کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بعضے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اکثر سجدہ میں جاتے ہوئے، یا اس سے کھڑے ہوتے ہوئے پائینچے، دامن وغیرہ کو سمیٹتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں؟

پس اگر یہی مطلب ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر عمل کثیر تک نوبت نہ پہونچے تو مکروہ ہے، البتہ اگر حاجت شدید ہو تو کراہت نہیں۔ **دلیله مامر فی الجواب عن السوال السابق.** (۱) اور اگر کچھ اور مطلب ہے تو بیان کرنے پر جواب ممکن ہے۔ واللہ اعلم

۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ (امداد: ۱؍۵۷) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۴۲۴)

نماز میں کپڑے سے ہوا لینا:

سوال: نماز کی حالت میں پنکھے، یا آستین وغیرہ سے ہوا لینا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

عمل کثیر نہ ہونے کی صورت میں مکروہ ہے اور اگر عملِ کثیر ہو جائے تو نماز فاسد ہوگی، **کذافی عالمگیریة وغیرہ.** (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۲۶)

نماز عصر کے بعد قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کا حکم:

سوال: نماز عصر کے بعد قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا اور سجدۂ تلاوت کرنا شرعاً جائز و درست ہے، ایسے وقت میں نوافل پڑھنا ممنوع ہے۔

"ویکره أن یتنفل بعد الفجر حتٰی تطلع الشمس وبعد العصر حتٰی تغرب لما روی أنه علیه الصلاة والسلام نهٰی عن ذلک ولابأس بأن یصلّی فی هٰذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوة و یصلّی علی الجنازة". (الهدایة: ۱؍۸۵-۸۶) (۲) **فقط واللّٰه تعالی أعلم**

سہیل احمد قاسمی، ۱۲؍رجب ۱۴۱۴ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲؍۴۱۶)

---

(۱) (و) یفسدها (کل عمل کثیر) ... وفیه أقوال خمسة، أصحها (ما لا یشک) بسببه (الناظر) من بعید (فی فاعله أنه لیس فیها). (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۱؍۹۰، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

صححه فی البدائع وتابعه الزیلعی و الولوالجی، وفی المحیط، أنه الأحسن، وقال الصدر الشهید: إنه الصواب، وفی الخانیة و الخلاصة: إنه اختیار العامة، وقال فی المحیط وغیره: رواه الثلجی عن أصحابنا، حلیة. (الدر المختار مع رد المحتار، مفسدات الصلاة، مطلب فی التشبه بأهل الکتاب: ۲؍۳۸۴-۳۸۵، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

(۲) الهدایة، کتاب الصلاة، فصل فی الأوقات التی تکره فیها الصلوٰة: ۱؍۶۸-۷۰، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

دانستہ مکروہ کا ارتکاب نماز میں کیسا ہے:

سوال: اگر دانستہ نماز میں فعل مکروہ کا ارتکاب کیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے، یا نہیں؟ اور گنہ ہوتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز ہو جاتی ہے؛ مگر نقصان رہتا ہے اور قصداً ایسا کرنا گناہ کا سبب ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۴۱/۴-۱۴۳)

دوسروں کے کھیت میں بلا اجازت نماز جائز ہے، یا نہیں:

سوال: بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب

نماز ہوگئی۔(۱)

فإن اضطر بين أرض مسلم و كافريصلى فى أرض المسلم إذا لم تكن مزروعة فلومزروعة أو لكافر يصلى فى الطريق،آه.أى؛لأن له فى الطريق حقاً،كما فى مختارات النوازل، وفيها تكره فى أرض الغيرلومزروعة أومكروبة إلا إذا كانت بينهما صداقة أورأى صاحبها لايكره فلا بأس، آه، تنبيه:نقل سيدى عبدالغنى عن الأحكام لوالده الشيخ إسماعيل:أن النزول فى أرض الغير إن كان لها حائط أوحائل يمنع منه وإلا فلا،والمعتبرفيه العرف،آه، قال:يعنى عرف الناس بالرضا وعدمه. (۲) **فقط** (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۹۴/۴)

ورکشاپ میں ممانعت کے باوجود نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: ہم لوگ ریلوے ورکشاپ میں ملازم ہیں، ہم لوگ چوری سے نماز ظہر ادا کرتے ہیں؛ لیکن افسر کا حکم یہ ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو، وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے، ورکشاپ میں نماز پڑھنے والا سزا کا مستوجب ہوگا، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب

جب کہ حاکم نے ورکشاپ میں نماز پڑھنے کو منع کر رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ جس کو نماز پڑھنی ہو، وہ آدھ گھنٹہ کی رخصت لے کر باہر نماز پڑھے تو رخصت لے کر باہر جا کر ہی نماز پڑھنی چاہیے؛ کیوں کہ ورکشاپ جب کہ ان کا مملوک ہے تو

(۱) وكذا تكره،إلخ، أوللغيرلومزروعة.(الدرالمختار مع رد المحتار،كتاب الصلاة: ٤٢/٢-٤٤،انيس)

(۲) ردالمحتار ،كتاب الصلاة: ٣٥٤/١،ظفير(مطلب فى الصلاة فى الأرض المغصوبة ودخول البساتين و بناء المسجد فى أرض الغصب: ٤٤/٢،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

ممانعت کے بعد اس میں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ زمین مغصوبہ میں نماز پڑھنا اور وہ مکروہ ہوتی ہے۔(۱) لہٰذا کیوں اپنی نماز کو مکروہ کیا جاوے، باہر جا کر ہی نماز پڑھی جاوے، اور پھر اندیشہ سزا علاوہ بریں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۸/۴)

سرکاری کاغذ یا سرکاری بکس پر نماز:

سوال: اگر کوئی شخص سرکاری دفتر سے کاغذ، یا چوبی بکس بلا اجازت لے آوے اور اس پر جائے نماز بچھا کر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جاوے گی، یا نہیں؟

الجواب

نماز اس پر صحیح ہے، مگر مکروہ ہے،(۲) **کما فی الأرض المغصوبة.** (۳) اور اعادہ واجب نہیں ہے۔ فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۳۳/۴)

عبا و جبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے:

سوال: در ملک خراسان مردمان در موسم سرما پوستین کلاں می پوشند کہ آستین دراز دارد و دست در آستین نمی کنند نماز خواندن بایں ہیئت چہ حکم دارد و باین ہیئت سدل خواہد شد؟ (۴)

الجواب

در کتب فقہ بہ تصریح مذکور است کہ نماز خواندن بہ ہیئت کذائیہ مکروہ خواہد شد چہ اسم سدل بر آں ہم صادق آید۔ در کبیری شرح منیہ گفتہ است:

"ولو صلٰی فی قباء، إلخ، ینبغی أن یدخل یدیه فی کمیه، إلخ، احترازًا عن السدل". (ص: ۳۳۶) (۵)

(۱) وكذا تكره فی أماكن كفوق كعبة، إلخ، وأرض مغصوبة أو للغير. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵٤/۱، ظفير)

(۲) عن ابن عمر أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم نهٰى أن يصلي فی سبعة مواطن فی المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفی الحمام ومواطن الإبل وفوق ظهر بيت اللّٰه. (جامع الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی كراهية ما يصلي إليه وفيه، رقم الحديث: ۳٤٦، انيس)

(۳) وكذا تكره فی أماكن كفوق كعبة، إلخ، و أرض مغصوبة. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵٤/۱، ظفير)

(۴) ترجمہ: ملک خراسان میں لوگ سردی کے زمانہ میں لمبے آستین والا بڑا جبہ پہنتے ہیں؛ مگر ہاتھ آستین میں نہیں ڈالتے ہیں، اس ہیئت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے اور کیا یہ ہیئت سدل میں شمار ہوگی؟ (انیس)

(۵) غنية المستملی المعروف بالحلبی الكبيری، مكتبة دار الكتاب ديوبند، انيس

وفي الشامي: "والصحيح الذي عليه قاضي خان والجمهور أنه يكره؛ لأنه إذا لم يدخل يديه في كميه صدق عليه إسم السدل" إلخ. (۴۳/۱) (۱) **فقط** (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۳/۴)

پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: پائجامہ، تہبند، نیچا کپڑا جس سے ٹخنے ڈھک جاتے ہوں ان کا پہننا تو حرام معلوم ہوا؛ مگر ایسے لباس سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی یا تنزیہی یا نماز ہووے گی ہی نہیں، بعض علماء سے سنا جاتا ہے کہ نماز ہوتی ہی نہیں، کیا یہ درست ہے؟

(المستفتی: ۲۴۲۹، مولوی محمد ابراہیم صاحب، گوڑ گاؤں ۲۲ رشوال ۱۳۵۷ھ م ۱۵ ردسمبر ۱۹۳۸ء)

الجواب

نماز ہو جاتی ہے؛ مگر مکروہ ہوتی ہے، (۲) کراہت تنزیہی ہے، اعادہ کر لینا اولیٰ ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۴۳۰/۳)

ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہن کر نماز ادا کرنا کیسا ہے:

سوال: نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا کیسا ہے؟

الجواب

نماز میں ٹخنوں سے نیچے پاجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ثواب سے محروم رہے گا، نماز کے علاوہ بھی ٹخنوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے، حدیث میں ایسے شخص کے لیے بہت وعید آئی ہے۔ (۳) **فقط** (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲۷/۴)

ٹخنے سے نیچے تہبند یا پاجامہ کے ساتھ نماز مکروہ ہے:

سوال: جامہ کہ از شتالنگ فرومی رود از ان نماز مکروہ است، یا نہ؟ (۴)

(۱) **ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۵۹۸/۱، ظفير (كتاب الصلاة، مطلب: في الكراهة التحريمية والتنزيهية: ۴۰۵/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)**

ترجمہ جواب: کتب فقہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ مذکورہ ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ سدل کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے، کبیری شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر جبہ وغیرہ میں نماز پڑھے تو مناسب ہے کہ دونوں ہاتھ دونوں آستین میں داخل کرلے سدل سے احتراز کرنے کے لیے اور شامی میں بھی یہ لکھا ہے کہ جمہور کا اتفاق ہے کہ یہ مکروہ ہے۔ (انیس)

(۲-۳) **عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار. (مشكوة، كتاب اللباس، الفصل الأول، ص: ۳۷۳، ط: سعيد) (صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين ففي النار، رقم الحديث: ۵۷۸۷، انيس)**

(۴) ترجمہ سوال: ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکنے کی حالت میں نماز مکروہ ہے، یا نہیں؟ انیس

الجواب

مکروہ است (مکروہ ہے)۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۳۱/۴)

تصویر والے کپڑوں میں نماز ہوتی ہے، یا نہیں:

سوال: تصویر اگر کپڑے پر ہو تو اس کپڑے سے نماز ہو جائے گی، یا نہیں؟

الجواب

اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہیں ہوگی، اگر غیر جاندار کی ہوگی تو ہو جاوے گی۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۳۷/۴)

نمازی کے سامنے مسجد میں لیٹنا اور بات کرنا مکروہ ہے:

سوال: جب کہ مسجد میں نمازی نماز پڑھتے ہوں، ان کے درمیان لیٹنا اور بیٹھ کر گفتگو کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز پڑھنے والوں کے پاس اس طرح باتیں کرنا کہ ان کی نماز میں سہو اور نقصان آنے کا خوف ہو، مکروہ ہے۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۰۷/۴)

---

(۱) عن أبي هريرة قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:"ما أسفل من الكعبين من الإزار ففي النار". {رواه البخاري }(مشكوة، كتاب اللباس ،ص:۳۷۳،ظفير)(صحيح البخاري، كتاب اللباس،باب ما أسفل من الكعبين ففي النار،رقم الحديث:٥٧٨٧،انيس)

(۲) عن أنس قال: كان قرام لعائشة سترت به جانب بيتها،فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم:أميطي عنا قرامك هٰذا،فأنه لاتزال تصاويره تعرض في صلاتي. (صحيح البخاري، كتاب الصلاة،باب إن صلّٰى في ثوب مصلب أو تصاوير وهل يسفد صلا ته للّٰه: ٥٤/١،رقم:٣٧٢_٣٧٤،مكتبة ملت ديوبند،انيس)

(وكره ... لبس ثوب فيه تماثيل) ذي روح.(الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة: ٤١٥/١_٤١٦،انيس)

ويأتي أن غيرذي الروح لايكره.(رد المحتار، كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلٰوة وما يكره فيها: ٤١٦/٢، مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

وفي الخلاصة:وتكره التصاوير على الثوب صلّٰى فيه أولم يصل آه وهٰذه الكراهة تحريمية. (البحر الرائق، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ٢٧/٢،ظفير)

(۳) (و صلاته إلٰى وجه إنسان)ككراهة استقباله فالاستقبال لومن المصلى فالكراهة عليه وإلا فعلى المستقبل ولوبعيدًا إلخ (و) لايكره(صلاة إلٰى ظهرقاعد)أوقائم ولو(يتحدث)إلا إذا خيف الغلط بحديثه.(الدرالمختارعلٰى هامش ردالمحتار ،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلٰوة ومايكره فيها: ٦٠٢/١_٦١٠،ظفير)

نمازی کی طرف منھ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے:

سوال: نمازی کے سامنے منھ کر کے بیٹھنا کیسا ہے، اگر پہلے سے کوئی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے منھ کی طرف کوئی نماز پڑھنے لگے، یا پہلے سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی طرف کوئی منہ کر کے بیٹھ جاوے تو ان دونوں صورتوں میں نماز مکروہ ہوگی، یا ایک صورت میں اور کراہت دونوں صورتوں میں کس کی طرف راجع ہوگی؟

الجواب

درمختار میں ہے:

وصلاته إلٰى وجه إنسان ككراهة استقباله فالاستقبال لو من المصلى فالكراهة عليه وإلا فعلى المستقبل،إلخ. (۱) یعنی استقبال نمازی کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے اور اگر دوسرے کی طرف سے ہے تو کراہت اس پر ہے، نمازی پر نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۱۰/۴-۱۱۱)

نماز میں آنکھیں بند کرنا کیسا ہے:

سوال: آنکھیں بند کر کے نماز میں قرأت کرنا کیسا ہے؟

الجواب

آنکھیں بند کرنا نماز میں اچھا نہیں ہے؛ یعنی مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے، (۲) اور بغرض تحصیل خصوع آنکھیں بند کرنا بلا کراہت درست ہے؛ بلکہ بعض علما نے فرمایا ہے کہ خشوع حاصل کرنے کے لیے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے۔

شامی میں ہے: **بل قال بعض العلماء إنه الأولٰى،إلخ.** (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۰۹/۴)

نماز میں بعض آیت کے ختم پر دعا اور اس کا حکم:

سوال (۱) ایک امام عالم نے نماز تراویح میں سورۂ رحمٰن پڑھی، ﴿فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کو پڑھ کر خاموش ہوگیا، مقتدیوں نے اس کے جواب میں **"لا بشيء من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد"** جہراً

---

(۱) الدر المختار علٰى هامش رد المحتار، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ۶۰۲/۱، ظفير

(۲) عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: "إذا قام أحدكم فى الصلاة فلا يغمض عينيه. (المعجم الأوسط للطبراني: ۶۰۳/۱، رقم الحديث: ۲۲۱۸/مجمع الزوائد، باب تغميض البصر فى الصلاة: ۸۳/۲، انيس)

(وكره، الخ، تغميض عينيه للنهى إلا لكمال الخشوع. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة: ۴۱۳/۲، انيس)

ثم الظاهر أن الكراهة تنزيهية. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۶۰۴/۱، ظفير) (كتاب الصلاة، مطلب: إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولٰى: ۴۱۳/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

پڑھا، اسی طرح وہ فرائض جس میں جہری قرأت کی جاتی ہے، اس میں ختم سورۂ قیامہ پر " بَلٰی" اور "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ"، میں (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ پر) " سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" اور ختم سورۂ والتین پر " بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ" وغیرہ مقتدی جہراً پڑھا کرتے ہیں۔ تراویح، یا فرائض میں جوابات آیت مسطورہ پڑھنے کی تعلیم مقتدیوں کو دینا اوران سے عمل کرانا کیسا ہے؟

امام کا ایسی آیتوں پر رکنا کیسا ہے:

(۲) امام کا بحالت نماز فرض یا تراویح جوابی آیت کی قرأت کے بعد رکنا اور مقتدی کے جوابات سن لینے کے بعد پھر قرأت کرنا کیسا ہے؟

کیا اس سے غیر قرآن میں اشتغال نہیں ہوتا:

(۳) جواباتِ بالا کو نماز فرائض، یا تراویح میں پڑھنے سے مقتدی مشتغل بغیر القرآن ہے، یا نہیں؟

اس طرح کا غیر قرآن میں اشتغال مفسد صلوٰۃ ہے، یا نہیں:

(۴) اس قسم کے اشتغال بغیر القرآن سے نماز کا کیا حکم ہے؟

اگر کراہت ہوتو اعادہ واجب ہے، یا نہیں:

(۵) اگر حکم کراہت تحریمی ثابت ہوتو نماز کا اعادہ لازم ہوتا ہے، یا نہیں؟

ائمہ اربعہ میں یہ کس کا مذہب ہے:

(۶) خیر القرون میں جب سے کہ تراویح کی بیس رکعت پر اجماع ہوا ہے، کسی نے ایسا عمل کیا ہے، یا نہیں؟ ائمہ اربعہ میں سے یہ فعل کس کا مذہب ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــ

(۱) جائز نہیں ہے۔

يظهر من الروايات المنقولة في السوال وفي شرح المنية الكبير: (وأما الإمام والمقتدي فلا يفعل ذلك) السوال والتعوذ (لا في الفرض ولا في النفل) الذي تقصد منه الجماعة كالتراويح. (۱)

(۱) غنية المستملي، ص: ۳۴۵، ظفير (فصل في بيان ما يكره فعله في الصلوٰة: ۳۵۸، مكتبة دار السعادة، انيس)

(۲) یہ فعل امام کا مکروہ اور منافی موضوع نماز کے ہے۔

(۳-۵) ظاہر ہے کہ یہ اشتغال بغیر القرآن ہے اور اس سے نماز میں کراہت تحریمی ہوگی اور کراہت تحریمیہ میں اعادہ نماز کا واجب ہے اور اعادہ کی ضرورت سے معلوم ہوا کہ پہلی نماز میں نقصان رہا، اس نقصان کے جبر کے لیے اعادہ واجب ہے۔(۱)

(۶) ثابت نہیں ہے اور ائمہ میں سے امام شافعیؒ اس کو جائز فرماتے ہیں۔

كما في شرح المنية الكبير: (وإن كان) المصلي المنفرد (في الفرض يكره) له ذلك لعدم الورود فيه خلاف الشافعي استدل بالحديث المتقدم ولنا أنه في النفل، كما مر. (۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۹۶/۴-۹۷)

آیات کا جواب، نماز میں:

سوال: غیر مقلد جو آیات کا جواب دیتے ہیں، مثلاً ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی'' کا جواب ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی'' دیتے ہیں، جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

مذکورہ فی السوال کا جواب عند الحنفیہ نماز میں دینا جائز نہیں ہے، جواب نہ دینا چاہیے، البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر یہ جوابات خارج صلوٰۃ میں ہی منقول ہیں۔(۳) نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لیے ہے، یا ابتدائے اسلام میں تھا، جب تک کہ نماز میں زیادہ قیود نہ تھے، مثلاً باتیں کر لیتے تھے، اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام سے مل جاتے تھے، وغیرہ وغیرہ، رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہوگئے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲۵۴/۴-۲۵۵)

---

(۱) وكذا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها والمختار أنه جابر للأول. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب صفة الصلاة، مطلب: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها: ۴۲۵/۱-۴۲۶، ظفير)

(۲) غنية المستملي، ص: ۳۳۱، مكتبة دار الكتاب ديوبند، ظفير

(۳) عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا قرأ: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، قال: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى. {رواه أحمد} (مشكوٰة، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصلاة، الفصل الثاني: ۸۱، مكتبة فيصل پبليكيشنز، انيس)

قال المظهر: عند الشافعي يجوز مثل هٰذه الأشياء في الصلوٰة وغيرها وعند أبي حنيفة لايجوز إلا في غيرها، قال التوربشتي: وكذا عند مالك يجوز في النوافل آه (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصلوٰة: ۳۰۵/۲، مكتبه أشرفية ديوبند، انيس)

آنے والے کی رعایت سے قرأت کو طول دینا اچھا نہیں:

سوال: امام کو نمازیوں میں نمازیوں کے آنے کا علم ہوا، کیا امام اس خیال سے قرأت، یا رکوع وسجود کو لمبا کر دیوے، یا کچھ لحاظ نہ کرے؟

الجواب

درمختار میں ہے کہ امام کو بخیال شامل ہونے آنے والے کے رکوع اور قرأت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے؛ یعنی اگر اس کو پہچانتا ہو، وگرنہ مکروہ تنزیہی ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۱۵/۴-۱۱۶)

پاخانے کے تقاضے کے وقت پہلے اس سے فارغ ہولے پھر نماز پڑھے:

سوال: زید جب صبح کو اٹھا تو اس کو پاخانہ کی ضرورت ہے، اگر بیت الخلا جاتا ہے تو نماز قضا ہوتی ہے تو اوّل پاخانہ سے فارغ ہو، یا نماز ادا کرے؟

الجواب

پہلے قضاء حاجت کرے، پھر قضا نماز پڑھے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۶۶/۳)

قضاء حاجت کے تقاضے کی حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی آدمی کو نماز کے وقت پیشاب، یا پاخانہ کی

(۱) عن البراء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان سجوده وركوعه وقعوده و ما بين السجدتين قريباً من السواء. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب طول القيام من الركوع وبين السجدتين، ص: ١٢٤، انيس)

(وكره تحريماً إطالة ركوع أوقراءة لإدراك الجائى أى إن عرفه وإلا فلابأس به ولوأراد التقرب إلى الله تعالىٰ لم يكره اتفاقاً لكنه نادر وتسمى مسئلة الرياء فينبغي التحرزعنها. (الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار، باب صفة الصلوٰة مطلب فى إطالة الركوع للجائى: ٤٦٢/١، ظفير)

(۲) عن أبي هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلى وهو حقن حتىٰ يتخفف. (سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب أيصلي الرجل وهوحقن: ١٢/١، مكتبة فيصل ديوبند، انيس)

(فلا تجب علىٰ مريض ... أو مدافعة أحد الأخبثين. (الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٢٩٢/٢-٢٩٣، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(و) كره ...(وصلاته مع مدافعة الأخبثين) أو أحدهما أو لريح للنهى. (الدرالمختار، ظفير)(الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ٤٠٨/٢، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

حاجت ہوئی، اب اگر وہ آدمی حاجت پوری کرلے تو اندیشہ ہے کہ اس کی نماز قضا ہوجائے گی، یا کم از کم جماعت تو ضرور فوت ہوجائے گی تو اس آدمی کو کیا کرنا چاہیے؛ یعنی حاجت پوری کرلے، یا جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھ لے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر نماز قضا ہوجانے کا خطرہ ہو تو نماز پڑھ لے اور اگر قضا ہونے کا خطرہ نہیں، صرف جماعت نہ ملنے کا اندیشہ ہے تو قضاءِ حاجت سے فارغ ہوکر نماز پڑھے، ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے، نماز شروع کرنے کے بعد تقاضا ہو تو بھی اسی حال میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس پر واجب ہے کہ اس وقت نماز قطع کردے اور فراغت کے بعد پڑھے۔(۱)

كما فى مكروهات الصلاة من التنوير:(وصلاته مع مدافعة الأخبثين)

وفى الشامية:قال فى الخزائن:سواء كان بعد شروعه أوقبله فإن شغله،قطعها إن لم يخف فوت الوقت وإن أتمها إثم،آه.(وبعد سطرين):بقى ما إذا خشى فوت الجماعة ولايجد جماعة غيرها فهل يقطعها كما يقطعها إذا رأى علىٰ ثوبه نجاسة قدرالدرهم ليغسلها أولا،كما إذا كانت النجاسة أقل من الدرهم والصواب الأول.(۲)

قلت:و الأقرب أنه لايجب غسل قد رالدرهم من النجاسة،كما فى انجاس الشامية، فلايحل قطع الصلاة لغسلها.فقط و اللّٰه تعالىٰ أعلم

۲۷/ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۳۱)

ریاح روک کر نماز ادا کرنا کیسا ہے:

سوال: زید نے نماز ظہر کی جماعت کرائی شروع کی، ایک رکعت کے بعد اس کو ریح خارج ہونے لگی؛ مگر اس نے روکے رکھا اور نماز کو تمام کیا، یہ نماز ہوئی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ

اس صورت میں نماز ہوگئی، البتہ اس میں کراہت ہے، پس اگر قلب اس کا اس میں زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہوگی، ورنہ تنزیہی۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۱۲۵)

---

(۱) عن أبى هريرة رضى اللّٰه عنه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لايحل لرجل يؤمن باللّٰه واليوم الآخر أن يصلى وهوحقن حتىٰ يتخفف.(سنن أبى داؤد،باب أيصلى الرجل وهوحقن: ۱۲/۱ ،مكتبة فيصل ديوبند،انيس)

(۲) رد المحتار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها:۲/۴۰۸ ،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۳) ويباح قطعها لنحوقتل حية إلخ ويستحب لمدافعته الأخبثين.(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۲/۴۲۵ـ ۴۲۶،انيس)==

ریاح روک کرنماز ادا کی تو ہوئی، یانہیں:

سوال: جس شخص کی بوجہ قبض ریاح جلدی جلدی خارج ہوتی ہے، اگر وہ روک کرنماز ادا کرے تو کیا نماز صحیح ہوجاوے گی؟

الجواب

نماز صحیح ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۴۶/۴)

پیشاب روک کر جماعت میں شرکت مکروہ ہے:

سوال: ایک شخص کو قضاء حاجت بول کی ہوئی؛ اس لیے قضاء حاجت موقوف کر کے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور قوت مثانہ سے بول کو روکتا رہا، بعد کو قضاء حاجت کی، اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

اس حالت میں نماز مکروہ تحریمی ہے؛ لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب و پاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔

كما في الشامي: قوله: (وصلاته مع مدافعته الأخبثين): أي البول و الغائط، قال في الخزائن: سواء كان بعد شروعه أو قبله فإن شغله قطعها إن لم يخف فوت الوقت، إلخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۴۶/۴)

غلبۂ نیند میں امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے، یانہیں:

سوال (۱) امام کے پیچھے اگر نماز میں مقتدی رکوع، سجدہ، قیام، قعدہ وغیرہ میں اونگھتا رہتا ہے، ان صورتوں میں نماز مقتدی کی ہوجاتی ہے، یانہیں؟

== كذا في مواهب الرحمن ونور الإيضاح، لكنه مخالف لما قدمناه عن الخزائن و شرح المنية من أنه إن كان ذلك يشغله: أي يشغل قلبه عن الصلاة وخشوعها فأتمها يأثم لأدائها مع الكراهة التحريمية ومقتضٰى هٰذا أن القطع واجب لا مستحب إلخ. (رد المحتار، باب ما يفسد الصلوٰة ومايكره فيها: ۶۱۲/۱، ظفير) (كتاب الصلاة، مطلب: في بيان السنة و المستحب: ۴۲۶/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۱) يجب رد عذره أو تقليله بقدر قدرته، إلخ، وبرده لا يبقى ذا عذر. (الدر المختار علٰى هامش رد المحتار كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: أحكام المعذور: ۲۸۳/۱، ظفير)

(۲) ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۶۰۰/۱، ظفير (كتاب الصلاة، مطلب في الخشوع: ۴۰۸/۲، مكتبة زكريا ديوبند. انيس)

غلبۂ نوم میں نماز ادا کرے یا چھوڑ دے:

(۲) غلبۂ نوم، یا غنودگی میں نماز کا کیا حکم ہے، ادا کرے، یا چھوڑ دے؟

مٹھی باندھ کر نماز پڑھنا:

(۳) ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں میں نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) ان سب صورتوں میں نماز ہو جاتی ہے۔

(۲) نماز کو نہ چھوڑے، جس طرح ہو، نیند اور سستی کو دفع کرے، نماز پڑھے، قضا نہ کرے۔

(۳) اس سے ترک سنن لازم آتا ہے؛ اس لیے مکروہ ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۱۴۱-۱۴۲-۱۴۵)

نماز میں انگلیوں پر شمار کرنا کیسا ہے:

سوال: نماز نفل میں انگلیوں پر شمار کرنا جائز ہے، یا نہ؟

الجواب

اگر ایسے شمار یاد نہ رہے تو انگلیوں پر اشارہ سے شمار کرنا درست ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۲۲۹)

سجدہ میں جاتے وقت کپڑے سمیٹنا مکروہ تحریمی ہے:

سوال: بعض نماز میں عادۃً سجدہ میں جانے وقت پاجامہ، تہبند کو اٹھا لیتے ہیں، یہ مکروہ تحریمی ہے، یا تنزیہی ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

مکروہ تحریمی ہے۔(۳)

---

(۱) چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا رہنا مسنون ہے۔جمیل الرحمٰن

(۲) (و) كره تنزيهًا(عد الآى و السور والتسبيح باليد فى الصلاة مطلقاً)ولو نفلاً.(الدر المختار)

(قوله:ولو نفلاً) بيان للإطلاق وهذا باتفاق أصحابنا فى ظاهر الرواية وعن الصاحبين فى غير ظاهر الرواية عنهما أنه لابأس به وقيل الخلاف فى الفرائض ولا كراهة فى النوافل اتفاقاً وقيل فى النوافل ولاخلاف فى الكراهة فى الفرائض،نهر.(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۱/۶۰۸،ظفير)

(۳) عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:أمرنا أن نسجد على سبعة أعظم ولا نكف ثوباً ولا شعراً.(صحيح البخارى،باب السجود على سبعة أعظم: ۱/۱۱۲،رقم الحديث: ۸۰۲،مكتبة ملت ديوبند،انيس)

قال في العلائية: (و) كره (كفه) أي رفعه ولو لتراب كشمر كم أو ذيل وقال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالیٰ: أي سواء كان من بين يديه أو من خلفه عند الانحطاط للسجود، بحر، وحرر الخير الرملي ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية. (۱)**فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم**

۷؍جمادی الآخرہ ۱۳۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۳؍)

سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے سمیٹنا مکروہ ہے:

سوال: زید نماز پڑھتا ہے اور رکوع میں کھڑے ہونے کے بعد جب وہ سجدہ میں جاتا ہے تو ازار کو دونوں ہاتھوں سے کھینچ کر جاتا ہے، آیا اس کی نماز عمل کثیر کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے یا نہیں؟

(المستفتی: ۶۸۸، سکریٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ) ۲۷؍رمضان ۱۳۵۴ھ ۲۴؍دسمبر ۱۹۳۵ء)

الجواب

یہ فعل مکروہ ضرور ہے، مگر مفسد نماز نہیں ہے، کراہت تحریمی بدرجۂ غالب ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ (کفایت المفتی: ۳؍۴۲۸)

محراب میں کھڑے ہوکر نماز پڑھانے کا حکم:

حافظ علی حسن امام مسجد نے جو جواز کا فتویٰ باہر کی محراب میں کھڑے ہونے کے بارے میں کسی اردو کتاب کے حوالہ سے دیا تھا، حضرت (گنگوہی) قدس سرہ نے جواباً یہ ارشاد فرمایا کہ بس تم اپنی کتاب کو رہنے دو، امام کو محراب کے اندر کھڑے ہوکر نماز پڑھانا، خواہ محراب اگلی ہو، یا پچھلی، بہر حال مکروہ ہے۔ (۳)

(**مجموعہ رام پور، ص: ۱۶**) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۶)

---

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/ ۴۰۶، انيس

(۲) (وعبثه به) أي بثوبه (وبجسده) للنهي، إلخ. (الدر المختار)

قال الشامي: "وهو ما أخرجه القضاعي عنه صلى اللّٰه عليه وسلم: "إن اللّٰه كره لكم ثلاثاً: العبث في الصلاة، والرفث في الصيام، والضحك في المقابر" وهي كراهة تحريم، إلخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/ ۴۰۶-۴۰۷، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

(۳) (وقيام الإمام في المحراب أو على دكان أو على أرض وحده) هذا قيد للصور المذكورة يعني يكره قيام الإمام في المحراب وحده لأنه تشبه بأهل الكتاب لا قيامه في الخارج وسجوده فيه لانتفاء سبب الكراهة، الخ. (درر الحكام شرح غرر الأحكام، مكروهات الصلاة: ۱/ ۱۰۸، دار إحياء الكتب العربية/ كذا في شرح مختصر الطحاوي للجصاص، كتاب الكراهية: ۸/ ۵۱۷، دار البشائر، انيس)

عمامہ پر سجدہ مکروہ ہے:

سوال: ٹوپی اگر سجدہ گاہ اور ماتھے کے بیچ میں حائل رہے تو نماز درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

حیلولہ کلاہ کا جبہہ وارض میں مکروہ ہے۔(۱) فقط

(مجموعہ کلاں، ص: ۱۴۷) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۶)

نماز میں بلاضرورت زمین کا سہارا لے کر کھڑا ہونا مکروہ ہے:

مسئلہ: اگر قوی آدمی بلاوجہ زمین پر اعتماد کر کے (ٹیک لگا کر) کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور ناقص ہرگز نہیں اور ضعیف کے واسطے اجازت ہے، مکروہ بھی نہیں۔(۲)

(مجموعہ کلاں، ص: ۱۳۴) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۷۷)

مغصوبہ زمین پر نماز پڑھنا:

سوال: کسی سے غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

مکروہ ہے؛ مگر فریضہ ادا ہو جائے گا۔(۳) **كذا فى شرح المسلم لمولانا نظام الملة والدين.**

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۲۵)

---

(۱) یعنی پیشانی اور سجدہ گاہ کے درمیان عمامہ کا حائل ہونا مکروہ ہے۔ عن علی قال: إذا صلىٰ أحدكم فليحسر العمامة عن جبهته ... وعن نافع قال: كان ابن عمر لا يسجد علىٰ كور العمامة. (المصنف لإبن أبی شيبة، رقم الحديث: ۲۷۷۱-۲۷۷۲، انیس)

ويكره له أن يسجد علىٰ كور عمامته، وفی الزاد: وفاضل ثوب، ... (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الرابع فی بيان ما يكره للمصلی أن يفعل فی صلاته: ۲/۲۰۶، مكتبة زكريا ديوبند، انیس)

(۲) عن الحسن أنه كان يكره أن يعتمد الرجل على الحائط فی صلاة المكتوبة إلا من علة، ولم ير به فی التطوع بأساً. (المصنف لإبن أبی شيبة فی الرجل يعتمد على الحائط وهو يصلی. رقم الحديث: ۷/۴۹۰، انیس)

ويكره الاتكاء على العصا ونحوها من غير عذر فی الفرائض ولا يكره فی التطوع، وقيل: يكره فی التطوع أيضاً وفی الحجة: ولو احتاج فی الصلاة إلىٰ أن يتوكأ علىٰ عصاه أو جدار لا بأس به عند أبی حنيفة رحمه اللّٰه. (الفتاویٰ التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل الرابع فی بيان ما يكره للمصلی أن يفعل فی صلاته: ۲/۲۰۸، مكتبة زكريا ديوبند، انیس)

(۳) وكذا تكره فی أماكن ... وأرض مغصوبة ... (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب: فی الصلاة فی الأرض المغصوبة: ۳۷۹-۳۸۱، دار الفكر بيروت، انیس)

==

امام سے پہلے سلام پھیرنا مکروہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مقتدی نے امام سے پہلے سلام پھیرا، اس کے بعد امام نے سلام پھیرا تو کیا مقتدی مذکور کی نماز ہوئی، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجوب ـــــــــــــ باسم ملهم الصواب

نماز ہوگئی؛ مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگر ایسی سخت مجبوری سے سلام پھیرا، جو نماز میں باعث تشویش بن رہی ہو تو نماز کا لوٹانا واجب نہیں؛ **لأنــه تـرک واجب متابعة الإمـام لـواجـبٍ آخـر وهو اصلاح الصلاة والتحرز عن كراهة أداء الصلاة مع المشوش.** (۱)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عمداً واجب متابعۃ الامام کے ترک کی وجہ سے یہ نماز واجب الاعادہ ہوگی، یا نہیں؟ اس سے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ملا، البتہ مقتدی کے سہواً ترک واجب پر سجدہ سہو کے عدم وجوب سے معلوم ہوتا ہے کہ بصورت عمد نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸/ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ (احسن الفتاویٰ: ۲۹۳/۳)

چست لباس میں نماز مکروہ ہے:

سوال: آج کل مغرب زدہ عورتیں ایسا تنگ اور چست لباس پہنتی ہیں کہ اس میں سے مخفی اعضا کی صورت وشکل نمایاں ہوتی ہے، کیا اس طرح عورت کو اپنے اعضا دکھانا جائز ہے؟ اور ان کا دیکھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اور کیا ایسے لباس میں نماز درست ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــ باسم ملهم الصواب

ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضاء مخفیہ کی شکل نظر آئے، حرام ہے، اس طور پر اعضاء مخفیہ دکھانا بھی حرام دیکھنا بھی حرام، اگر چہ بلاشہوت ہو، ایسا لباس اگر اتنا موٹا ہو کہ اس میں سے بدن کا رنگ نظر نہ آتا ہو تو اس میں اگر چہ نماز کا فرض ادا ہو جائے گا؛ مگر حرام لباس میں نماز مکروہ ہے اور واجب الاعادہ ہوگی، عورتوں کے لباس کی بنسبت مردوں کی چست پتلون

== أو صلى في أرض مغصوبة فصلاته في ذلک كله صحيحة. (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، باب شروط صحة الصلاة: ٤٦/١، المطبعة الخيرية، انيس)

(۱) عن معاوية بن أبي سفيان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبادروني بركوع ولا بسجود فإنه مهما أسبقكم به إذا ركعت تدركوني به إذا رفعت إني قد بدّنت. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب ما يؤم به المأموم من اتباع الإمام: ٩١/١، رقم الحديث: ٦١٩، انيس)

زیادہ خطرناک ہے؛ اس لیے کہ عورت نے چست کرتے کو چادر یا دوپٹہ سے چھپا کر نماز پڑھی تو اس میں کراہت نہیں۔

قال ابن عابدین: و لایضر التصاقه أی بالإلیة مثلاً وقوله وتشكله من عطف المسبب على السبب وعبارة شرح المنية: أما لو كان غليظًا لايرى منه لون البشرة إلا أنه إلتصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئياً فينبغي أن لايمنع جواز الصلاة لحصول الستر، آه، قال ط: وانظر هل يحرم النظر إلٰى ذلک المتشكل مطقًا أوحيث وجدت الشهوة، آه، قلت: سنتكلم علىٰ ذلک فی كتاب الحظر والذی يظهر من كلامهم هناک هو الأول. (۱) **فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم**

۲۴ر صفر ۱۳۸۱ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۰۳)

لہسن یا پیاز کھا کر گھر میں بھی نماز مکروہ ہے:

سوال: لہسن پیاز کھا کر اپنے گھر میں نماز ادا کرے تو نماز مکروہ ہے، یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

پیاز لہسن کھانے کے بعد منہ کی بد بو زائل کئے بغیر گھر میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے؛ اس لیے کہ یہ دربار خداوندی کی عظمت کے خلاف ہے اور بد بو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے؛ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی پیاز کھانے سے منع فرمایا ہے۔

”عن علی رضی اللّٰه عنه أنه قال: نهیٰ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن أكل الثوم إلا مطبوخًا“. {رواه الترمذی} (۲) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۱۴ر محرم ۱۳۸۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۱۳)

سلام علیکم کہنا:

سوال: ایک مسجد کا امام السلام علیکم کے بجائے سلام علیکم ہر نماز ختم کرتے وقت کہتا ہے، الف لام ادا نہیں کرتا، شریعت کا ایسے امام کے متعلق کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

سلام علیکم خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، امام کو سمجھایا جائے کہ تصحیح کر لے۔

---

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب فی النظر: ۲/۳۸۱، انیس

(۲) مشکوٰة، كتاب الأطعمة، الفصل الثانی: ۱/۳۶۷، مكتبة فيصل ديوبند/سنن الترمذی، باب ماجاء فی الرخصة فی أكل الثوم مطبوخا، رقم الحديث: ۱۸۰۸، انیس

قال في الشامي (قوله:هو السنة):قال في البحر:وهو علىٰ وجه الأكمل أن يقول:"السلام عليكم ورحمة اللّٰه"مرتين،فإن قال:السلام عليكم، أو السلام، أوسلام عليكم، أوعليكم السلام أجزأه، وكان تاركاً للسنة وصرح في السراج بكراهة الأخير،آه، قلت: تصريحه بذلك لاينافي كراهة غيره أيضًا ماخالف السنة.(۱)فقط و اللّٰه تعالیٰ أعلم

۱۸/رجب ۱۳۸۹ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۲۴-۴۲۵)

ٹائی کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی ہے:

سوال: ٹائی اور ہر وہ چیز جو یہود ونصاریٰ کا مذہبی نشان ہو،مسلمان کو پہننا جائز ہے، یانہیں؟ اوراس کو باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے،نماز ہوگی، یانہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مسلمان کے لیے دوسری اقوام کا مخصوص لباس اور وضع قطع اختیار کرنا ہر حالت میں ناجائز اور حرام ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من تشبه بقوم فهو منهم".(۱)

نماز میں ایسا لباس پہننا اور بھی زیادہ قبیح ہے،اس میں نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب

۲۳/ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۲۹)

حرام آمدنی سے خریدے ہوئے لباس میں نماز مکروہ تحریمی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک دینی مدرسہ کا متعلم ہے،وہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر مدرسہ کے لیے چرم قربانی کا کام کرتا ہے،جس میں جو چرم بغیر رسید یا رسید سے ملتا ہے؛لیکن تھوڑا بہت بدل کر اپنے اندازے کے مطابق جائز مصرف پر خرچ کرتا ہے،مثلاً:شلوار کرتہ وغیرہ۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان اشیاء سے نماز پڑھنا جائز ہوگا، یانہ ہوگا؟ یہاں علماء کا اس میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ جائز ہے، یانہیں؟ صحیح جواب دے کر عنداللہ اجر عظیم کے مستحق بنئے؟

(۱) ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة:۲/۲٤۱،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲) عن ابن عمر رضي اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم:من تشبه بقوم فهو منهم.(مشكوة المصابيح،كتاب اللباس،الفصل الثاني،ص۳۷۵،مكتبة فيصل ديوبند/سنن أبي داؤد،باب في لبس الشهرة،رقم الحديث:٤۰۳۱،انيس

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملھم الصواب

اس لباس کا استعمال زید کے لیے حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی ہونے کی وجہ سے واجب الاعادہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹/ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۲۹)

حرام آمدنی سے خریدے ہوئے قالین پر نماز مکروہ تحریمی ہے:

سوال: مال حرام جیسے سودی کاروبار، یا شراب کا کاروبار کرنے والا قالین مسجد میں ڈال دے کہ اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ جب کہ واپس کرنے میں فساد کا اندیشہ ہو شرعا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملھم الصواب

ایسے قالین پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے، کسی مسکین پر صدقہ کر دیا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱/صفر ۱۳۹۴ھ (احسن الفتاویٰ:۳/۴۲۹-۴۳۰)

چوری کے کپڑے جو قیمتاً لیے گئے ہیں، ان میں نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: چوری کا کپڑا قیمت سے لے کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ

نماز صحیح ہے؛ مگر جان بوجھ کر چوری کا کپڑا خریدنا نہ چاہیے،(۲) اور چوری کے کپڑے سے نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اگر پڑھی تو نماز ہوگئی۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۴/۳۵-۳۶)

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يقبل إلا طيباً وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال: ﴿يا أيها الرسل كلو من الطيبات واعملوا صالحاً﴾ وقال تعالىٰ: ﴿يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما زقنكم﴾، ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يارب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنىٰ يستجاب لذلک. (صحيح لمسلم، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب، رقم الحديث: ۱۰۱۵/سنن الترمذی، باب ومن سورة البقرة، رقم الحديث: ۲۹۸۹/شعب الإيمان للبيهقی، باب ذكر فصول فی الدعاء يحتاج إلى معرفتها، رقم الحديث: ۱۱۱۸، انيس)

(۲) وما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لايتعدى ذمتين، سألت عنه الشهاب ابن الشلبی فقال: هو محمول علىٰ ما إذا لم يعلم بذلک، أما لو رأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئاً من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذ من ذلک آخر فهو حرام، آه. (ردالمحتار، باب البيع الفاسد، مطلب الحرمة تتعدد: ۷/۳۰۱، مكتبة زكريا ديوبند، ظفير)

چوری والے کپڑے کی ٹوپی اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: اکثر لوگ ایسا کرتے ہیں کہ درزی سے کوئی کپڑا مانگ لیا، یا کرتہ میں مثلاً گلا لگوایا تو درزی دوسروں کے کپڑے میں سے لگاتے ہیں، ایسے کپڑے سے نماز جائز ہے، یا نہ؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

نماز ادا ہو جاتی ہے؛ لیکن ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر گمان غالب یہ ہو کہ اس درزی نے چوری کا کپڑا لگایا ہے تو اس سے نماز بھی مکروہ ہوتی ہے، اگرچہ ادا ہو جاتی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۰/۴-۱۰۱)

رشوت کے کپڑوں میں نماز ہوگی، یا نہیں:

سوال: رشوت کے کپڑوں سے نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

نماز ادا ہو جاتی ہے، مگر وہ شخص عاصی اور فاسق ہے؛ یعنی حرام کی کمائی کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے؛(۲) لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴۸/۴)

چوری کے لباس میں نماز مکروہ تحریمی ہے:

سوال: زید نے ایک رومال خریدا، زید کو اس کے متعلق یہ علم نہیں تھا کہ یہ چوری کا مال ہے، خرید سے چند روز کے بعد علانیہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ رومال اموال مسروقہ میں سے ہے، زید مذکور رومال میں اب تک نماز پڑھتا رہا، جاننے کے بعد بھی، عندالشرع اس کی نماز کیسی ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

چوری کا علم ہو جانے کے بعد اس رومال میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور یہ نماز واجب الاعادہ ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرۂ محرم ۱۳۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۳۰/۳)

(۱-۲) وكذا تكره في أماكن كفوق كعبة إلخ وأرض مغصوبة. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلوٰة، قبيل باب الأذان: ۳٥٤/۱، ظفير)

(۳) وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يقبل إلا طيباً وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال: ﴿يا أيها الرسل كلو من الطيبات واعملوا صالحاً﴾ وقال تعالىٰ: ﴿يا أيها الذين آمنوا ==

نماز میں غیر عربی میں دعا مکروہ ہے:

سوال: اگر کسی نے نماز میں عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں دعا کی تو نماز صحیح ہوجائے گی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اس میں تین قول ہیں: حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔ کراہت تحریمیہ کا قول ارجح واوسط ہے، لہٰذا اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔

قال شارح التنوير رحمه اللّٰه تعالىٰ: (ودعا) بالعربية وحرم بغيرها، نهر، ولا يبعد أن يكون الدعاء بالفارسية مكروهًا تحريمًا في الصلوٰة و تنزيهًا خارجها فليتأمل وليراجع. (۱)

خارج نماز میں غیر عربی میں دعا عربی (میں) دونوں برابر ہوں، اگر غیر عربی زیادہ توجہ کا باعث ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں؛ بلکہ یہی افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱/ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۳۲-۴۳۳)

نماز میں بلا قصد کوئی لفظ نکل جانا:

سوال: ایک شخص نماز میں حدیث النفس میں مبتلا ہوگیا اور اس حالت میں اس کی زبان سے اردو، یا فارسی، یا عربی زبان کے کسی شعر، یا نثر کے صرف دو یا تین الفاظ نکل گئے تو کیا نماز فاسد ہوجائے گی؟ اگر کسی کو نماز جماعت میں یہ صورت پیش آئے تو کیا کرے؟ پہلی نماز کالعدم سمجھ کر دوبارہ نیت کرے اور باقی نماز امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کرے، یا امام کے ساتھ اس نماز کو پوری کرے اور بعد میں فرض کی پوری نماز بلا جماعت پڑھ لے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ باسم ملهم الصواب

نماز میں اردو یا فارسی میں دعاء یا حمد وثنا کے الفاظ کہنا مکروہ تحریمی ہے اور یہ نماز واجب الاعادہ ہے، عربی دعا، یا حمد وثنا کے بے موقع الفاظ سے احتراز کرنا چاہیے؛ مگر نماز کا اعادہ واجب نہیں، دعا اور حمد وثنا کے سوا کوئی اور کلمہ کہنا جو کلام الناس سے ہو مفسد نماز ہے، خواہ کسی بھی زبان میں ہو۔ (۲)

== كلوا من طيبات ما رزقنكم﴾، ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يارب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنىٰ يستجاب لذلك. (صحيح لمسلم، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب، رقم الحديث: ۱۰۱۵/سنن الترمذى، باب ومن سورة البقرة، رقم الحديث: ۲۹۸۹/شعب الإيمان للبيهقى، باب ذكر فصول فى الدعاء يحتاج إلى معرفتها، رقم الحديث: ۱۱۱۸، انيس)

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۲/۲۳٤، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) عن زيد بن أرقم كنا نتكلم خلف رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى الصلاة، يكلم الرجل ==

فساد صلوٰۃ کی صورت میں از سرنو تکبیر تحریمہ سے نماز شروع کرے، اور سابقہ رکعات فراغ امام کے بعد پڑھے، البتہ کراہت تحریمہ کی صورت میں یہ نماز امام کے ساتھ پوری کرلے، پھر بعد میں اس کو لوٹائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۹ ربیع الآخر ۱۳۹۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۳۳/۳)

انفرادی نماز میں عورت کی محاذاۃ مکروہ ہے:

سوال: جماعت میں عورت مرد کے بالکل سامنے دائیں بائیں طرف ملی نہ کھڑی ہوں؛ بلکہ ایک مرد کی جگہ خالی ہوتو مرد کی نماز ہوجاتی ہے؟ بلا جماعت کے عورت اور مرد ایک کمرہ میں نماز پڑھ رہے ہوں اور فرض نماز ہوتو کیا جب بھی عورت اور مرد کے درمیان ایک آدمی کی جگہ چھوڑ دی جائے؟ اگر نفل نماز مرد پڑھ رہا ہو اور عورت بھی نفل نماز پڑھتی ہوتو مرد اور عورت محرم بالکل پاس کھڑی ہوسکتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

نماز ہوجائے گی، مگر مرد اور عورت کا متصل کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

"قال فی الدرالمختار: فمحاذاة المصلية لمصل ليس فی صلاتها مكروهة لا مفسد، فتح". (۲) فقط والله تعالیٰ أعلم

۴ شعبان ۱۳۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۴۳۳/۳)

مسجد میں چٹائی کی ٹوپیاں رکھنا اور ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر لوگ ثواب کی نیت سے مساجد میں چٹائی کی ٹوپیاں نمازیوں کے استعمال کے لیے رکھ دیتے ہیں، جس سے برہنہ سر لوگ نماز کے وقت اپنے

== منا صاحبه إلى جنبه حتى نزلت "وقوموا لله قانتين" بالسكوت ونهينا عن الكلام. (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب فی نسخ الكلام فی الصلوٰة: ۹۲/۱، مكتبة فيصل ديوبند، انيس)

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال: كنا نسلم على النبی صلى الله عليه وسلم وهو فی الصلاة قبل أن نأتی الأرض الحبشة فلما رجعنا من أرض الحبشة أتيته يصلی فسلمت عليه فلم يرد علی حتى إذا قضى صلاته قال: إن الله يحدث من أمره ما يشاؤ وأن مما أحدث أن لا تتكلموا فی الصلاة فرد على السلام وقال: إنما الصلاة لقراءة القرآن و ذكر الله فإذا كنت فيها فليكن ذلك شانك. {رواه أبوداؤد}(مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب ما يجوز فی الصلوٰة وما يباح، الفصل الثانی: ، ص ۹۱، مكتبة فيصل پبليكيشنز ديوبند، انيس)

(۱) كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. (ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۱۴۷/۲، مكتبة زكريا، انيس)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۱۷/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

سروں کو ڈھانپ لیتے ہیں، کیا یہ فعل شرعا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو براہ کرم اس کی وجوہ تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــ باسم ملهم الصواب

چٹائی کی ٹوپیاں مسجد میں رکھنا جائز نہیں اور ان کو سر پر رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ وجوہ درج ذیل ہیں:

(۱) ایسی ٹوپیاں مسجد میں رکھنا احترام مسجد کے خلاف ہے، بالخصوص جب کہ ان کے تنکے نکل کر مسجد میں بکھرتے ہیں اور ان پر میل کی تہ نظر آتی ہے اور پسینے اور میل کی بو آتی ہے، کیا کوئی شخص ایسی ٹوپیوں کو اپنے مکان کے زینت بنانے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو خدا کے گھر کے لیے اس کو کیوں کر جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟

(۲) اس قسم کی ضروریات مسجد میں رکھنے سے عوام کے ذہن میں یہ خیال ترقی کر رہا ہے کہ وہ مسجد کو عبادت گاہ کی بجائے خیراتی اور رفاہی ادارہ سمجھنے لگے ہیں اور یہ مسجد کے مقصد کے خلاف ہے اور اس میں مسجد کی توہین ہے۔

(۳) جو لباس پہن کر انسان کسی مجلس میں جانے سے شرماتا ہو، ایسے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اس پر دوام مکروہ تحریمی کے قریب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۳؍ جمادی الآخر ۱۳۹۸ھ (احسن الفتاویٰ: ۳؍۴۳۷)

کیا داڑھی نہ رکھنے والے کی نماز مکروہ ہے:

سوال: کیا یہ درست ہے کہ جو شخص داڑھی نہیں رکھتا، اس کی نمازیں مکروہ ہو جاتی ہیں؟

الجواب ــــــــــ

داڑھی منڈانا حرام ہے اور حرام فعل کا اثر نماز میں بھی رہے گا؛ اس لیے نماز مکروہ ہو جائے تو کچھ بعید نہیں۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳؍۵۴۹)

دوران نماز گھڑی پر وقت دیکھنا، چشمہ اتارنا، مٹی کو پھونک مار کر اڑانا:

سوال: اگر کوئی شخص دوران نماز ہاتھ، یا دیوار کی گھڑی وقت معلوم کرنے کے لیے جان بوجھ کر دیکھ لے۔

(۲) دوران نماز ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھ لے، جب کہ سجدہ کرتے وقت سر سے ٹوپی گر گئی ہو۔

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر من الفطرة: قص الشوارب وإعفاء اللحية، إلخ. (الصحيح لمسلم، باب خصال الفطرة: ۱۲۹/۱، مكتبة البدر ديوبند، انيس)

(وأما الأخذ منها) وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (ردالمحتار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الأخذ من اللحية: ۴۱۸/۲، مكتبة دار الكتاب ديوبند) / وفتح القدير: ۷۷/۲، البحر: ۲۰۲/۲، انيس)

(۳) سجدہ کرتے وقت سجدہ کی جگہ مٹی کو پھونک مار کر اڑانے کے بعد سجدہ کرے۔

(۴) چشمہ اتارنا بھول گیا۔سجدہ کرتے وقت چشمہ اتارے؛ کیوں کہ چشمہ پہنے ہوئے سجدے میں ناک اور پیشانی بیک وقت نہیں لگتے۔

پوچھنا یہ ہے کہ ان باتوں سے نماز میں کیا فرق آتا ہے، کیا نماز دہرائی جائے گی، یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

الجواب

جان بوجھ کر گھڑی دیکھنا مکروہ ہے اور خشوع خضوع کے منافی ہے۔(۱)

(۲) ایک ہاتھ سے ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں، دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے۔(۲)

(۳) یہ فعل مکروہ ہے۔(۳)

(۴) ایک ہاتھ سے اتار دے تو یہ مکروہ نہیں۔

ان چاروں صورتوں میں نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں، نہ سجدہ سہو کی۔(۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۵۵۵)

نماز میں جسم کو مختلف انداز سے حرکت دینا صحیح نہیں:

سوال: بعض حضرات نماز پڑھتے ہوئے اس کی بنیادی روح اور اس کی وضع کو ہی تبدیل کر دیتے ہیں؛ یعنی اس

(۱) فالأصل فيه أنه ينبغي للمصلي أن يخشع في صلاته،إلخ.(بدائع الصنائع،فصل في بيان ما يستحب في الصلاة ومايكره:۱/۲۱۵)

(لونظر المصلي إلىٰ مكتوب وفهمه) سواء كان قرآناً أوغيره قصد الاستفهام أولا أساء الأدب ولم تفسد صلاته لعدم النطق بالكلام (قصد الاستفهام) بهٰذا علم إن ترك الخشوع لايخل بالصحة بل بالكمال ...(أساء الأدب)؛لأن فيه اشتغالا عن الصلاة وظاهره أن الكراهة تنزيهية وهٰذا إنما يكون بالقصد.(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح،كتاب الصلاة،فصل فيما لا يفسد الصلاة ص:۳٤۱،مكتبة دار الكتاب ديوبند،انيس)

(۲) ولو سقطت قلنسوته فإعادتها أفضل إلا إذا احتاجت لتكوير أوعمل كثير.(ردالمحتار،فروع مشي المصلي مستقبل القبلة:۱/٦٤۱،دارالفكر بيروت،انيس)

أن القول الثاني أن ما يعمل عادة باليدين كثير.(ردالمحتار،:۱/٦۲٥،دارالفكر بيروت،انيس)

أيضا:أن رفع القلنسوة ... بعمل قليل إذا سقطت أفضل من الصلاة مع كشف الرأس...إلخ.(حلبي كبير، ص:٤٤۳،طبع سهيل اكيڈمی لاهور)

(۳) إن اللّٰه كره لكم ثلاثاً:العبث في الصلاة،إلخ.(رد المحتار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،مطلب في الكراهة التحريمة والتنزيهية:۲/٤۰٦،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

(۴) ...بهٰذا علم أن بترك الخشوع لايخل بالصحة بل بالكمال...إلخ.(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح،كتاب الصلاة،باب فيما لايفسد الصلاة،ص:۱۸۷،طبع مير محمد كتب خانه)

قدرجلدی پڑھیں گے کہ ایسا لگے کہ کوئی جلدی ہو، ایک صاحب رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہی نہیں ہوتے اور سیدھے سجدے میں چلے جاتے ہیں، تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانے کے بعد واپس لاتے وقت دونوں بازؤں کو مختلف انداز میں عجیب طرح سے حرکت دیتے ہیں اور سجدے میں جانے سے پہلے چند لمحوں تک اکڑوں بیٹھنے کے انداز میں قائم رہتے ہیں، غرضیکہ ان کی نماز ایک بالکل ہی مختلف اور عجیب تاثر دیتی ہے، جب ان کو کچھ کہا جائے تو وہ قرآن اور حدیث سے ثبوت مانگتے ہیں، ایسے لوگوں کو کیا جواب دیا جائے اور ان کی نماز کیسی ہے؟

الجواب

ایسے حضرات کی نماز بعض صورتوں میں تو ہوتی ہی نہیں اور بعض صورتوں میں مکروہ ہوتی ہے، چناں چہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہ ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمیان سے نہ بیٹھنا ترک واجب ہے، (۱) اور ایسی نماز واجب الاعادہ ہے، (۲) اور ہاتھوں کو غیر ضروری حرکت دینا اور سجدہ کو جاتے ہوئے درمیان میں غیر ضروری توقف کرنا مکروہ ہے۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵۵۶/۳)

نماز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرنا فعل عبث ہے:

سوال: ہمارے علاقے میں زیادہ تر پولس والے ہیں اور عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب بھی وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو زیادہ تر مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں۔ اب یہ بتائیں کہ نماز میں مونچھوں پر ہاتھ پھیرنے سے نماز پوری ہوجاتی ہے، یا نہیں؟

---

(۱) عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: وطرفه، قلت: فالاحتكاك في الصلاة، والارتداء وإلا تزاد في الصلاة، قال: كل ذلك لا تفعله في الصلاة. (المصنف لعبد الرزاق الصنعاني، باب التحريك في الصلاة: ۲۶۳/۲، رقم الحديث: ۳۲۹۶، انيس)

قوله: (وكذا في الرفع منهما) أي يجب التعديل أيضاً في القومة من الركوع والجلسة بين السجدتين إلخ. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، مطلب: قد يشار إلى المثنٰى بالإسم الإشارة الموضوع: ۱۵۷/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس) / وأيضاً حلبي كبير، ص: ۲۹۵)

(۲) وإن كان تكره) الواجب (عمداً آثم ووجب) عليه (إعادة الصلاة) تغليظًا عليه. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح علٰى هامش الطحطاوي، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ص: ۴۶۲، مكتبة دار الكتاب ديوبند)

قال في التنجيس: كل صلاة أديت مع الكراهة فإنها تعاد لا علٰى وجه الكراهة. (مراقي الفلاح علٰى هامش الطحطاوي، ص: ۱۸۹)

(۳) يكره للمصلي أن يعبث بثوبه أو لحيته أو جسده، إلخ. (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلوٰة وما لا يكره: ۱۰۵/۱، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)

الجواب

مونچھوں پر ہاتھ پھیرنا فعل عبث ہے، اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۵۷)

نماز میں کپڑا اسمیٹنا یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے:

سوال: میں اکثر دیکھتا ہوں کہ بعض نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے کپڑوں کی شکنیں درست کرتے رہتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب

نماز میں اپنے بدن سے، یا کپڑے سے کھیلنا مکروہ ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۵۷)

رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر بھول جائے تو بھی نماز مکروہ ہوگئی:

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں قیام سے رکوع میں جاتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا بھول گیا، یا اکثر بھولتا ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے،(۳) اس کے علاوہ باقی تمام تکبیرات سنت ہیں؛(۴) اس لیے اگر رکوع کو جاتے ہوئے تکبیر بھول گیا تو نماز ہوگئی، سجدہ سہو بھی لازم نہیں۔(۵) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۵۷)

(۱) عن أبان قال رأى ابن المسيب رجلاً يعبث بلحيته في الصلاة،فقال:إني لأرى هذا لو خشع قلبه خشعت جوارحه.(المصنف لعبد الرزاق،المكروهات،باب العبث في الصلاة:۲/۲۶۶،رقم الحديث:۳۳۰۸،انيس)

ويكره أن يعبث بثوبه أوبشئي من جسده.(حلبي كبيري،ص:۳۴۹،طبع سهيل اكيڈمی لاهور)

(۲) (و)كره ...(عبثه به) أي بثوبه (وبجسده) للنهي إلا لحاجة (قوله:وعبثه) هوفعل لغرض غير صحيح...قوله:(للهنى)وهوما أخرجه القضاعي عنه صلى الله عليه وسلم إن الله كره لكم ثلاثاً،العبث في الصلاة... وهي كراهة تحريم،إلخ.(الدرالمختار مع ردالمحتار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمة والتنزيهية:۲/۴۰۶،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

(۳) عن علي رضي الله عنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:مفتاح الصلاة الطهور،وتحريمها التكبير ويحللها التسليم.(سنن أبي داؤد،كتاب الصلاة،باب تحريم الصلاة وتحليلها:۱/۹۱، دارالفكر،بيروت،انيس)

(وهي) أي الفرائض الست المتفق عليها (تكبيرة الافتتاح)...إلخ.(حلبي كبير، فرائض،ص:۲۵۶)

فرائض نفس الصلاة ستة:الأول.التحريمة قائماً،لقوله عليه السلام،(مفتاح الصلاة الطهور و تحريمها التكبير).(اللباب في شرح الكتاب:۱/۳۵،باب صفة الصلاة،مطلب في المشروط بعد بيان الشرط، طبع:قدیمی کتب خانہ)

(۴) (وسننها) ... (وتكبير الركوع)وكذا الدفع منه بحيث يستوى قائماً.إلخ.(الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة:۲/۱۷۳،مكتبة زكريا ديوبند،انيس)

==

نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے:

سوال: بعض حضرات نماز میں موٹی موٹی ڈکاریں لیتے ہیں، جس سے آس پاس والوں کو بڑی کراہیت ہوتی ہے، دوران نماز ڈکار لینا شرعاً کیسا فعل ہے؟

الجواب

نماز میں ڈکار لینا مکروہ ہے، اس کو روکنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو، آواز پست رکھی جائے۔(۱)

(آپ کے مسائل اوران کا حل:۵۵۹/۳)

صلوٰۃ بین الساریتین کا حکم:

سوال: **باب الإمامة فتح القدير** اور(۱) کی اس عبارت سے" **والأصح ما روی عن أبی حنیفة أنه قال: أکره أن یقوم الإمام بین الساریتین أوفی زاویة أوفی ناحیة المسجد أو إلٰی ساریة؛ لأنه خلاف عمل الأمة، آه**" بقول وتحقیق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاضرورت امام کا بحالت امامت مسجد کے در میں جو بین الساریتین ہو کھڑے ہونے کی کراہت ثابت ہوتی ہے، یا نہیں؟

(۲) بصورت ثبوت حکم کراہت صحیحین وغیرہما کی وہ حدیثیں قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے معارض ہوسکتی ہیں، جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعبہ کے اندر بین العمودین کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ثابت ہے، یا بوجہ منفرد ہونے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معارضہ مذکور قیاس مع الفارق وباطل ہوگا؟

(۳) بدائع کی یہ عبارت "**الأفضل للإمام أن یقف فی مقام إبراهیم**" جس کو شامی ردالمحتار:۵۶۹/۱ نے حواشی درمختار کے باب الامامۃ وباب الصلوٰۃ فی الکعبہ میں نقل کیا ہے، معارض قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بوجہ وقوع مقام ابراہیم بین الساریتین ہے، یا نہیں؟ بصورت ثانی تعارض ظاہری کے دفع کی کیا تقریر وتنقیح ہے؟

==(۵) ترک السنة لایوجب فساداً ولا سهواً، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ۱۷۰/۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

حاشية صفحة هذا:

(۱) ویکره السعال والتنحنح قصداً وإن کان مدفوعًا إلیه لایکره، کذا فی الزاهدی. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلاة، الفصل الثانی، فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره: ۱۰۷/۱، مکتبة زکریا دیوبند، انیس)

ومن الأدب (دفع السعال ما استطاع) تحرزاً عن المفسد فإنه إذا کان بغیر عذر یفسد، وکذا الجشاء. (حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح، کتاب الصلاة، فصل من آدابها أی الصلاة، ص: ۲۷۷، مکتبة دار الکتب العلمیة، انیس)

(۲) ردالمحتار، مطلب فی کراهة قیام الإمام، مطلب: هل الإساءة دون الکراهة: ۳۱۰/۲، دار الکتب العلمیة، انیس

الجواب

(۱)　کراہت ثابت ہوتی ہے، کما ہو ظاہر۔

(۲)　قیاس مع الفارق ہے، للوجہ المذکور فی السوال۔

(۳)　یہ مقام ابراہیم کہنا ایسا ہے، جیسا باب الامامۃ ردالمحتار: ۱/۵۸(۱) میں اس کے ذرا قبل کی عبارت میں ''السنة أن يقوم في المحراب إلخ في المحراب'' کہنا؛ مگر دوسری دلیل سے فی المحراب یقیناً مقید ہے خروج قدمین کے ساتھ۔ **فی مکروھات الصلاة: وقيام الإمام في المحراب لاسجوده فيه وقدماه خارجه.** (۲) پس اسی طرح فی مقام ابرہیم بھی مقید ہے اسی قید کے ساتھ؛ اس لیے کچھ تعارض نہ رہا۔

۲۱/ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ (تتمہ اولیٰ: ۲۳) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۴۲۸-۴۲۹)

صحن میں محراب کے سامنے امام کے کھڑا ہونا اور دروں میں امام مقتدی ومنفرد کا کھڑ ہونا:

سوال:　کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ!

(۱)　مسجد کے صحن میں یا آگے کے درجہ میں، یا سائبان میں محراب کی سیدھ میں امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے، یا نہیں؟ اور محراب سے علاحدہ ہونا کب متصور ہوتا ہے اور مکروہ ہونے پر فرض اور تراویح اور وتر وغیرہ کا حکم ایک ہے، یا الگ الگ اور کیوں؟

(۲)　مقتدی کو، یا منفرد کو، یا امام کو مسجد کے دروں میں، یا سائبان کے ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا خواہ وہ ستون لکڑی کے، یا لوہے کے، یا پتھر کے، یا پختہ عمارت کے ہوں اور ان پر گول ڈاٹ ہو، یا نہ ہو، جیسے کہ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، ان میں بھی مکروہ ہے، یا نہیں؟ اور سب کا ایک حکم ہے، یا الگ الگ؟

الجواب

(حاصل جواب:　امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا کوئی سنت نہیں ہے سنت یہ ہے کہ امام وسط صف میں کھڑا ہو اور چوں کہ محراب وسط صف میں بنائی جاتی ہے؛ اس لیے عموماً محراب میں کھڑے ہونے سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے۔ پس اگر باہر کے درجہ میں جماعت ہو تو وہاں بھی وسط صف میں محاذی محراب کے کھڑا ہو، البتہ اگر صحن ایک طرف بڑھا ہوا ہو تو صحن کے وسط کا لحاظ رکھنا چاہیے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ مابین

(۱)　ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب: في كراهة قيام الإمام في غير المحراب، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲)　الدر المختار مع ردالمحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۴۱۴، مكتبة زكريا ديوبند، انيس
مقام ابراہیم اس وقت کعبہ سے دور ہے اور وہاں اب کوئی ستون یا سائبان نہیں ہے۔ انیس

الساریتین کھڑا نہ ہو؛ بلکہ در سے باہر کھڑا ہو، جیسا کہ محراب میں بھی یہی حکم ہے کہ بالکل محراب کے اندر نہ کھڑا ہو؛ بلکہ قدم باہر ہونے چاہیے، وہی حکم در میں جاری ہوگا اور زاویہ اور ناحیہ مسجد میں امام کا کھڑا ہونا؛ اس لیے مکروہ فرمایا کہ اس میں وسط نہیں رہتا اور اصل یہ ہے کہ وسط میں کھڑا ہو، جہاں کہیں بھی کھڑا ہو۔

اور شامی ردالمختار: ۵۶۸/۱ کے قول ”**والظاهر الخ**“ (۱) کا مطلب یہ ہے کہ امام کا وسط مسجد میں کھڑا ہونا بھی اس وقت مسنون ہے کہ جماعت کثیرہ ہو کہ دونوں طرف کنارہ مسجد تک نمازی بھر جاویں تا کہ دونوں طرفوں میں مساوات رہے، اور اگر نمازی پوری صف کے قدر نہیں ہیں تو پھر ناحیہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے؛ کیوں کہ مقتدی دونوں طرف مساوی کھڑے ہوسکتے ہیں۔ (۲)

(۱) ردالمختار جلد اص ۵۹۳ و ۵۹۴ ردالمختار، باب الامامۃ: ۵۶۸ میں اول معراج سے ”**السنة أن يقوم في المحراب**“ (۳) اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے: ”**ليعتدل الطرفان**“، اس کے بعد امام صاحب کا قول نقل کیا ہے: ”**أكره أن يقوم بين الساريتين أوفي زاوية أوفي ناحية المسجد أوإلى سارية؛ لأنه بخلاف عمل الأمة**“ اور اس پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے: ”**توسطوا الإمام**“ اس کے بعد اس کی تائید اس طرح کی ہے: ”**ألاترى أن المحاريب مانصبت الأوسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام**“، اس سبب سے ظاہر ہے کہ مقصود محراب نہیں؛ بلکہ توسط امام ہے اور ترک محراب سے جب کہ ایک ناحیہ زاویہ میں ہو، توسط کا ترک لازم آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کراہت میں قیام بین الساریتین وقیام فی زوایۃ وقیام فی ناحیۃ کا ذکر کیا، قیام فی الصحن کا ذکر نہیں کیا؛ کیوں کہ قیام فی الصحن مستلزم ترک توسط کو نہیں ہے، چناں چہ اس کے بعد تصریح کردی: ”**والظاهر أن هذا في الإمام الراتب لجماعة كثيرة لئلا يلزم عدم قيامه في الوسط فلولم يلزم ذلك لايكره، تأمل**“ اور ان احکام کو مطلقاً امام کے لیے کہا گیا ہے، فرض وغیر فرض میں کسی نے فرق نہیں لکھا اور اگر کسی کو ردالمختار، مکروہات الصلاۃ: ۶۴۶/۱ کی اس عبارت سے شبہ واقع ہو: ”**وفي التاتارخانية ويكره أن يقوم في غير المحراب إلا لضرورة، آه، ومقتضاه أن الإمام لوترك المحراب وقام في غيره يكره ولو كان قيامه وسط الصف؛ لأنه خلاف عمل الأمة**“، اس کا جواب یہ ہے کہ غیر محراب سے مراد غیر وسط مسجد ہے، چناں چہ اس سے اوپر کی عبارت اس کا قرینہ ہے: ”**السنة أن يقوم الإمام بإزاء وسط الصف ألاترى أن المحاريب مانصبت الأوسط المساجد وهي قد عينت لمقام الإمام**“. (۶۷۵/۱) (۴) وجہ یہ کہ وسط مسجد

(۱) رد المحتار، مطلب: في كراهة قيام الإمام في غير المحراب: ۳۰۱/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس
(۲) فتاویٰ دارالعلوم قدیم: ۱۸۵/۱-۱۶۳/ وفتاویٰ دارالعلوم جدید: ۳۶۱/۳-۳۶۲ سعید
(۳) رد المحتار، مطلب: في كراهة قيام الإمام في غير المحراب: ۳۱۰/۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس
(۴) ردالمحتار، باب الإمامة، مطلب: في كراهة قيام الإمام في غير المحراب: ۳۱۰/۲، مكتبة زكريا، انيس

کو چھوڑنے سے جب مسجد میں پوری صف ہوگی تو ایک طرف مقتدی کم ہوں گے دوسری طرف زیادہ۔

(۲) امام کو مکروہ ہے لاشتراک العلہ اور مقتدی کو انقطاع صف کی حالت میں اور منفرد کو مکروہ نہیں، لانتفاء علة الكراهة.

۲۰؍رمضان ۱۳۴۳ھ (تتمہ خامسہ :۳۶۹) (امداد الفتاویٰ جدید:۱/۴۲۹-۴۳۱)

صف کے درمیان ستون کا حائل ہونا:

سوال: در دیار پنجاب وخراسان بوقت ساختن مساجد در صفی وشتوی زیر صف(۱) میان ہر دو جدار ستون مید ہند وبوقت صف بستن مصلیان آں ستونہا میان صف می آیند وجائے یک مصلی میگیرند بعض علمائے فرمایند کہ ایں حائل کعدم الحائل ست پس فرجات الشیطان متحقق شد ویدخل فیہ الشیطین کا نھا حذف بر ومطلق وبعض می سرایند کہ حیلولت ستون درمیان صف مثل ایستادن مصلے شد ودر فرجات شیطان داخل نہ شد چہ دخول شیطان برآں صورت است کہ قصداً فرجہ در صف میان دو کس گزاشتہ شود وایں آمدن ستون حالت اضطراری ست نہ اختیاری چہ ایں قدر دراز چوب کہ سر بسر بر جدران نہادہ شود نادر الوجود ست والضرورات تبیح المحظورات دریں امر ہر چہ ارشاد شود واجب العمل خواہد شد اگر قول بعض اول درست شود تا ستونہا را از مساجد کشیدہ صورتی دیگر کردہ شود اگر قول بعض ثانی درست شود ما از وسواس وعید ایمن باشیم اما دریں صورت جزئیہ نوشتہ شود بحوالہ کتاب وصفحہ وباب تا کہ بر مخالف حجت قوی گردد۔(۲)

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

ایں جزئیہ تصریحاً از نظر نہ گذشتہ ونہ ذخیرہ کتب نزد خود دارم کہ دراں تتبع نمایم؛ لیکن انچہ از کلیات ونظائر فہمیدہ ام آن است کہ اگر از آمدن ستونہا میان صف تحرز بوجہی ممکن باشد تحرز باید کرد زیرا کہ مراصۃ در صفوف مامور بہ است وحیلولۃ

(۱) كذافي الأصل ولعل الصحيح "سقف". (س)

(۲) خلاصۂ سوال: پنجاب اور خراسان کے علاقوں میں مساجد بناتے وقت چھت کے نیچے دونوں دیواروں کے درمیان ستون رکھتے ہیں جو صف بندی کے وقت درمیان میں پڑتے ہیں اور ایک آدمی کی جگہ گھیرتے ہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حائل (آڑ) حائل نہ ہونے کے حکم میں ہے، لہذا ''فرجات شیطان'' کی وعید کا محمل ہے اور بعض کا خیال یہ ہے کہ ستونوں کا درمیان صف ہونا مانند ایک نمازی کے کھڑا ہونے کے ہے ''فرجات شیطان'' کی وعید میں داخل نہیں ہے کیونکہ شیطان کا صف کے درمیان گھسنا اس وقت ہے کہ بالقصد صف کے درمیان فرجہ (کشادہ جگہ) چھوڑا جائے اور یہاں ستونوں کا صف کے درمیان واقع ہونا اضطراری حالت ہے اختیاری نہیں ہے کیونکہ ایسی لمبی لکڑی جو ایک دیوار سے دوسری دیوار تک دراز ہو اور درمیان میں ستون نہ رکھنے پڑیں نادر الوجود ہے لہذا ضرورت کی وجہ سے یہ جائز ہوگا۔

اس معاملہ میں جو آپ ارشاد فرمائیں گے وہ واجب العمل ہوگا، اگر اول حضرات کی رائے صحیح ہے تو مسجد میں سے ستون نکال کر کوئی اور صورت اختیار کی جائے گی اور اگر دوسرے حضرات کا قول درست ہے تو ہم اندیشہ وعید سے مطمئن ہو جائیں گے لیکن بصورت ثانی جزئیہ مع قید کتاب وصفحہ وباب تحریر فرمائیں تا کہ مخالف پر حجت قوی ہو۔(سعید)

سواری مفوت مراصۃ است واگر تحرز ممکن نباشد پس امر واسع است۔(۱)

کمافی ردالمحتار المجلدالأول،ص:۵۹۵(۲)قال فی البحر:تکلموا فی الصف الأول،قیل: هو خلف الإمام فی المقصورة،وقیل:مایلی المقصورة،وبه أخذ الفقیه أبو اللیث؛لأنه یمنع العامة عن الدخول فی المقصورة فلاتتوصل العامة إلٰی نیل فضیلة الصف الأول،آه،ثم قال:ویعلم منه بالأولٰی

---

(۱) ترجمہ جواب: یہ جزئیہ صراحۃً نظر سے نہیں گذرا نہ کتابیں پاس ہیں کہ ان میں تلاش کروں،کلیات ونظائر سے جو کچھ سمجھا ہوں وہ یہ ہیں ''اگر صف کے درمیان ستونوں کے واقع ہونے سے بچنا کسی طرح بھی ممکن ہو تو بچنا چاہیے؛ کیوں کہ صف بندی میں مراصہ (ایک کو دوسرے سے جوڑنا، چمٹانا) مامور بہ ہے اور ستونوں کا صف کے درمیان آنا مراصہ کو ختم کرنے والا ہے اور اگر بچنا ممکن نہ ہو تو گنجائش ہے''۔

(۲) اس نقل میں اختصار مخل ہے؛اس لیے اول پوری عبارت نقل کی جاتی ہے،اس کے بعد ضروری تحقیق لکھی جائے گی۔شامی:۵۹۵ میں ہے:

قال فی البحرفی آخرباب الجمعة: تکلموا فی الصف الأول قیل هوخلف الإمام فی المقصورة وقیل ما یلی المقصور ة وبه أخذ الفقیه أبو اللیث؛لأنه یمنع العامة عن الدخول فی المقصورة فلا تتوصل العامة إلٰی نیل فضیلة الصف الأول، اه، أقول والظاهر أن المقصورة فی زمانهم إسم لبیت فی داخل الجدار القبلی من المسجد كان یصلی فیها الأمراء الجمعة ویمنعون الناس من دخولها خوفًا من العد و فعلٰی هٰذا اختلف فی الصف الأول هل هومایلی الإمام من داخلها أم ما یلی المقصورة من خارجها فأخذ الفقیه بالثانی توسعة علی العامة كی لاتفوتهم الفضیلة ویعلم منه بالأولٰی أن مثل مقصور ة دمشق التی هی فی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یكون الصف الأول فیها ما یلی الإمام فی داخلها وما اتصل به من طرفیها خارجا عنها من أول الجدارإلٰی آخره فلاینقطع الصف ببنائها كما لاینقطع بالمنبر الذی هو داخلها فیما یظهروصرح به الشافعیة وعلیه فلو وقف فی الصف الثانی داخلها قبل استكمال الصف الأول من خارجها یكون مكروها ویؤخذ من تعریف الصف الأول بما هوخلف الإمام أی لاخلف مقتد آخرأن من قام فی الصف الثانی بحذاء باب المنبریكون من الصف الأول؛لأنه لیس خلف مقتد آخر والله تعالٰی أعلم،آه.

اس عبارت میں علامہ شامی نے اولاً تعیین صف اول میں علماء کا اختلاف دکھلایا ہے کہ بعض اس صف کو اول کہتے ہیں، جو کہ امام کے پیچھے مقصورہ کے اندر ہوتی ہے اور بعض اس صف کو جو کہ مقصورہ کے قریب اس کے باہر ہوتی ہے۔اس کے بعد علامہ موصوف نے ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ظاہر کی ہے کہ وہ اس غرض سے کہ عوام صف اول کی فضیلت سے محروم نہ ہو جائیں قول ثانی کو اختیار کرتے ہیں،اس کے بعد انہوں نے استنباط کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابواللیث کے فتوے سے یہ امر بالاولیٰ معلوم ہوتا ہے کہ جامع دمشق جس میں مقصورہ حائط قبلے سے باہر اور مسجد کے درمیان میں واقع ہے،اس میں صف اول وہ ہے، جو کہ مقصورہ کے اندر واقع ہے اور جو لوگ مقصورہ سے باہر صف مذکور کے دونوں پہلوؤں میں کھڑے ہیں، وہ صف اول میں داخل ہیں اور مقصورہ کی دیواروں کے بیچ میں حائل ہونے سے صف منقطع نہیں ہوتی، جیسا کہ مقصورہ کے اندر منبر کے حائل ہونے سے صف منقطع نہیں ہوتی اور گو علامہ موصوف نے اس استنباط کی وجہ نہیں بیان کی ہے؛ مگر میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ جب امام ابواللیث عوام کی فضیلت صف اول کو حاصل کرنے کے لیے اس صف کو صف اول کہتے ہیں، جو کہ صف واقع فی المقصورہ کے پیچھے ہے تو جو صفیں کہ اس کے دونوں پہلوؤں میں ہیں وہ تو بالاولیٰ صف اول میں داخل ہوں گی اور جب کہ وہ صف اول میں داخل ہوئیں تو اب پچھلی صف کو صف اول کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لہٰذا صف اول وہ صف ہوگی، جو کہ مقصورہ کے اندر اور اس کے دونوں پہلوں میں واقع ہے اور جب کہ صف اول صف مذکور قرار پائی تو اب دیوار ہائے مذکورہ قاطع صف نہ ہوگی، یہ تقریر تھی وجہ استنباط کی؛ لیکن مجھے اس میں کلام ہے، اولا اس لیے کہ حصول فضیلت صف اول کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ صف ثانی کو صف اول کیا جاوے؛ بلکہ اس کے لیے قرب امام کی امکانی کوشش کافی ہے، کمالا یخفیٰ علی العارف بقواعد الشرع اور ثانیا اس لیے کہ اگر صف خارج مقصورہ کو صف اول مان بھی لیا جاوے اور یہ بھی مان لیا جاوے کہ جو لوگ صف واقع فی المقصورہ کے پہلوؤں میں ہوں، وہ صف اول میں داخل ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقصورہ کی دیواریں قاطع صف نہ ہوں، یہ ممکن ہے کہ نمازیوں کو قطع صف کا گناہ نہ ہو؛ ==

إن مثل مقصورة دمشق التی هی فی وسط المسجد خارج الحائط القبلی یکون الصف الأول فیها ما یلی الإمام فی داخلها وما اتصل به من طرفیها خارجا عنها من أول الجدار إلیٰ آخره فلا ینقطع الصف ببنائها کمالاینقطع بالمنبر الذی هو داخلها فیما یظهر وصرح به الشافعیة، آه.(۱)

(۲)قلت: وقد ثبت بهٰذه الروایة أن القاطع فی محل الضرورة لیس بقاطع و یؤیده ماروی الترمذی فی باب کراهة الصف بین السواری عن عبدالحمید بن محمود قال صلینا خلف أمیر من الأمراء فاضطرنا الناس فصلینا بین الساریتین فلما صلینا قال أنس بن مالک کنا نتقی هٰذا علیٰ عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم.(الحدیث)(۳) فلینظر فی قوله اضطرنا وقوله نتقی یحصل التفصیل الذی ذکر.

(امداد، ج:۱رص:۸۰) (امداد الفتاویٰ جدید جلد:۱ر۴۳۱-۴۳۶)

سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں:

سوال: قومہ سے سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کو اٹھا لیتے ہیں تو نماز جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بلاضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں، اور نماز ادا ہو جاتی ہے۔(۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۴ر۹۳)

== کیوں کہ اس سے بچنا ان کے اختیار سے باہر ہے؛ مگر بانیان مقصورہ کا گناہ سے محفوظ رہنا دشوار ہے؛ کیوں کہ وہ اس قطع کا سبب اپنے اختیار سے بنے ہیں اور ثالثا اس لیے کہ امام ابواللیث کے صف خارج مقصورہ کو صف اول کہنے سے یہ لازم بھی نہیں آتا کہ صف واقع فی المقصورہ دمشق صف اول ہو اور جو لوگ اس کے پہلوؤں میں کھڑے ہیں، وہ صف اول میں داخل ہوں؛ کیوں کہ جس ضرورت سے امام ابواللیث نے صف خارج کو صف اول کہا تھا وہ ہنوز موجود ہے؛ اس لیے کہ انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی تھی کہ اگر صف مقصورہ کو صف اول کہا جاوے گا تو عوام فضیلت صف اول سے محروم ہو جاویں گے؛ کیوں کہ عوام حجرہ میں داخل نہیں ہو سکتے، اب میں کہتا ہوں کہ اگر جامع دمشق میں صف اول صف واقع فی المقصورہ کو کہا جاوے گا تو وہ لوگ فضیلت صف اول سے محروم ہو جاویں گے؛ کیوں کہ مقصورہ میں داخل ہونے سے حکومت مانع ہے اور اس کے پہلوؤں میں کھڑے ہونے سے شریعت مانع ہے للزوم القطع، پس ضرور ہے کہ صف خارج کو صف اول کہا جاوے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہ امام ابواللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مسلک قوی ہے، نہ علامہ شامی کا اس سے یہ استنباط کرنا کہ جامع دمشق میں صف اول فی المقصورہ ہوگی اور جو لوگ اس کے دونوں پہلوؤں میں کھڑے ہیں، وہ صف اول میں داخل ہوں گے اور جدران مقصورہ قاطع صف نہ ہوں گے، جب یہ تمہیدی مضمون معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ غالبا اس روایت سے استدلال کی وجہ یہ تھی کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حائل بوقت ضرورت کالعدم ہے، سو یہ مضمون صحیح ہے اور مدعی پر اس سے استدلال درست ہے گو یہ امر کہ جامع دمشق میں دیوار ہائے مقصورہ قاطع صف نہیں ہیں محل کلام ہے، **کما تتبین ویؤیدماقلنا تصریح ابن الحاج المالکی بلزوم قطع الصفوف ببناء المقاصر**؛ لیکن اس کا اثر اصل مقصود پر کچھ نہیں پڑتا۔ پس یہ عبارت برمحل ہے اور اس کی بے تعلقی مقام کا شبہ مندفع ہو گیا، جو کہ اول نظر میں احقر کو ہو گیا تھا۔ (تصحیح الاغلاط:۱۳)

(۱) **ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۶۹/۱، مطلب فی الکلام علی الصف الأول، انیس**

(۲) یہاں پر عبارت میں تصحیح الاغلاط ۱۵ سے تغیر کیا گیا ہے۔ شفیع

(۳) **جامع الترمذی، باب ماجاء فی کراهة الصف بین السواری، مکتبة فیصل پبلیکیشنز دیوبند، انیس**

(۴) **(و) کره (کفه) أی رفعه لتراب کمشمر کم أو ذیل (وعبثه به) أی بثوبه (وبجسده) للنهی إلا لحاجة ولابأس به خارج صلاة. (الدر المختار مع رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۴۰۶/۲-۴۰۷، مکتبة زکریا، انیس) ==**

بلاضرورت سجدے میں جاتے ہوئے پاجامہ اوپر کرنا خلافِ ادب ہے:

سوال: سجدے میں جانے کے وقت پاجامہ اوپر کرنا کیسا ہے؟

الجواب

بلاضرورت اچھا نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۰۵/۴)

نماز میں بار بار پاجامہ اٹھانا اچھا نہیں:

سوال (۱) نماز میں بار بار پاجامہ کو اٹھانا کیسا ہے؟

سجدے میں پیروں کا سرکانا کیسا ہے:

(۲) سجدے میں جاتے وقت دونوں پیروں کا زمین سے اونچا ہونا، یا آگے پیچھے سرکانا کیسا ہے، اس سے نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) بار بار اٹھانا اچھا نہیں؛ مگر نماز صحیح ہے۔(۲)

== قال في النهاية: وحاصله أن كل عمل هويفيد للمصلي فلابأس به، أصله ماروى "أن النبي صلى الله عليه وسلم عرق في صلاته فسلت العرق عن جبينه" أى مسحه؛ لأنه كان يؤذيه فكان مفيدًا وفي زمن الصيف كان إذا قام من السجود نفض ثوبه يمنةً أويسرةً؛ لأنه كان مفيدًا كيلا تبقٰى صورةً فأما ما ليس بمفيد فهو العبث، آه. وقوله (كيلا تبقٰى صورةً) يعني حكايته صورة الإلية كما في الحواشي السعدية إلخ. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلٰوة و ما يكره فيها: ۵۹۸/۱-۵۹۹، ظفير)

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يسجد علىٰ سبعة أعضاء ولا يكف شعره ولا ثيابه. (جامع الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء في السجود علىٰ سبعة أعضاء: ۶۲/۱، مكتبة أشرفية ديوبند، انيس)

وكره كفه أي رفعه ولولتراب كمشمر كم أوذيل وعبثه به أي بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجة. (الدر المختار)

وحاصله أن كل عمل هومفيد للمصلي فلابأس به. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۵۹۸/۱-۵۹۹، ظفير)

(۲) ويكره للمصلي أن يعبث بثوبه وبجسده، إلخ. (الهداية، باب مايكره في الصلاة: ۱۲۴/۱، ظفير) (كتاب الصلٰوة، فصل في مكروهات الصلاة: ۱۱۸/۱، مكتبة رشيدية سهارنپور، انيس)

(۲) اس میں بھی نماز صحیح ہے؛ مگر حتی الوسع ایسا قصداً نہ کیا جاوے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۰۸/۴)

دوران نماز کپڑوں کو درست کرنا کیسا ہے:

(از تتمہ)

سوال: زید کو یہ عادت ہے کہ حالت نماز میں قومہ میں کھڑے ہوکر اپنے دونوں ہاتھ اپنے کولھوں پر پھیرتا ہے ،کبھی اپنی قمیص کو پیچھے کو پیچھے سے ٹھیک کرتا ہے، اسی طرح تشہد میں بیٹھ کر اپنی قمیص اپنے زانوؤں پر کھینچتا ہے، کیا اس طریقے سے نماز صحیح ہوجاتی ہے؟

(شیخ رشید احمد، سوداا گر صدر بازار دہلی)

الجواب

یہ حرکت نماز میں کراہت پیدا کرتی ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ غفر لہ (کفایت المفتی:۴۳۲/۳)

مسجد میں لگے ہوئے شیشے کے سامنے نماز ادا کرنا:

سوال: ہماری مسجد میں؛ بلکہ بہت سی مسجدوں میں شیشے کی کھڑکیاں اور دروازے ہوتے ہیں کہ جن میں نمازی کا اپنا عکس نظر آتا ہے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس سے نمازی کی نماز میں کوئی فرق پڑتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

اگر اس سے نمازی کی توجہ تو مکروہ اور نہ ہے۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۵۵/۳)

(۱) (ومنها: السجود) بجبهته و قدميه ووضع أصبع واحدة منهما شرط. (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: ٤١٦/١، ظفير)

(۲) عن أبي ذر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قام أحدكم إلى الصلاة فلا يمسح الحصى فإن الرحمة تواجهه. (مشكوة المصابيح، باب ما لا يجوز في الصلاة، وما يباح الفصل الثاني، ص: ٩١، مكتبة فيصل ديوبند، انيس)

وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بني إياک والالتفات في الصلاة فإن الإلتفات في الصلاة هلكة. (مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب ما لا يجوز وما يباح، الفصل الثاني، ص: ٩١، مكتبة فيصل ديوبند، انيس)

(۳) فصل من آدابها... (و) منها (نظر المصلي) سواء كان رجلا أو امرأة (إلى موضع سجوده قائمًا) حفظاً له عن النظر إلى ما يشغله عن الخشوع. (مراقي الفلاح على هامش الطحطاوي ص: ١٥١، طبع مير محمد كتب خانة) (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل من آدابها، ص: ٢٧٦-٢٧٧، مكتبة دار الكتاب ديوبند، انيس)

کھلے گریبان کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے:

سوال: نمازیوں کی اکثریت درست طریقے پر نماز ادا نہیں کرتی اور نماز کے ارکان پوری طرح ادا کرنے کے بجائے نماز بھگتانے کی کوشش کی جاتی ہے، جو نماز کی اصل روح کے منافی ہے، ایک بہت بڑی غلطی جس کی طرف آج تک کسی نے توجہ نہیں دی، وہ یہ ہے کہ اکثر نمازیوں کا گریبان (دادا گیروں کی طرح) کھلا ہوتا ہے اور جھک کر عاجزی وانکساری کے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں، جب کہ اس کے برعکس اگر کوئی نمازی، یا شخص بادشاہ وقت کے روبرو پیش ہو تو اس کا طرزِ عمل کیا یہی ہوگا، قطعی نہیں۔

مولانا محترم جواب دیں کہ بادشاہوں کے بادشاہ خالق دو جہاں خداوند تعالیٰ کے حضور اس طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنے والے اپنے اعمال کو ضائع کر رہے ہیں، یا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں؟

الجواب

کھلے گریبان کے ساتھ نماز جائز ہے؛ لیکن بند کر لینا بہتر ہے اور قیام کی حالت میں آدمی کو اپنی اصلی وضع پر کھڑا ہونا چاہیے، نہ اکڑ کر کھڑا ہو اور نہ جھک کر۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل:۵۴۹/۳)

نماز میں شیطانی وساوس اور دنیاوی خیالات آنا:

سوال: اس کا کیا علاج ہے کہ نماز میں شیطانی وسوسہ نہ ہو اور دنیاوی خیالات نہ ہوں؟

الجواب

جہاں تک ہو سکے قرأت اور تسبیح وغیرہ کی طرف دھیان رکھیں، رفتہ رفتہ عادت پختہ ہو جاوے گی اور باوجود اس

(۱) ﴿وقوموا للّٰه قٰنتين﴾(سورة البقرة:۲۳۸)

فاشتمل ذلک على لزوم السكوت والخشوع فيها وترک المشي والعمل فيهاوذلک في حال الأمن والطمانينة.(أحكام القرآن للجصاص:۵۴۳/۱،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

أيضاً:ويكره للمصلي كل ماهو من اخلاق الجبابرة عموماً؛لأن الصلاة مقام التواضع والتذلل والخشوع وهو ينافي التكبر والتجبر.(الحلبي الكبير،ص:۳۴۸، طبع :سهيل اكادمي لاهور)

ويكره للمصلي ما هو من أخلاق الجبابرة.(المبسوط للسرخسي،مكروهات الصلاة: ۳۴/۱،دار المعرفة بيروت/المحيط البرهاني،الفصل السادس عشر في التغني والألحان: ۳۷۷/۱،دار الكتب العلمية بيروت)

قال في منية المصلي:ويكره كل ماكان من أخلاق الجبابرة.(حاشية الطحطاوي على مراقي الفالح،فصل في المكروهات: ۳۵۰/۱،دار الكتب العلمية بيروت،انيس)

قال الإمام اللامشي:العبادة عبارة عن الخضوع والخشوع وحدها فعل لا يراد به إلا تعظيم اللّٰه تعالىٰ بأمره.(ردالمحتار،مطلب في الفرق بين العبادة والقربة: ۵۹۷/۲،دار الفكر بيروت،انيس)

کوشش کے پھر بھی خود بخود دھیان اور طرف جاوے تو کچھ حرج نہیں، فقط اتنا ضروری ہے کہ اپنے ارادہ سے دوسری طرف خیال نہ کرے۔

احقر عبدالکریم عفی عنہ، ۵؍شوال ۱۳۴۸ھ۔ الجواب صحیح: ظفر احمد، ۷؍شوال ۱۳۴۸ھ۔ (امداد الاحکام جلد: ۲؍۱۰۱)

نماز میں پیشانی کی مٹی جھاڑنا کیسا ہے:

سوال: نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جاتی ہے، اس کا پونچھنا کیسا ہے؟

الجواب

نماز میں نہ پونچھے بعد نماز کے اگر پونچھے تو کچھ حرج نہیں ہے؛ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پونچھے۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴؍۱۰۲)

جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز درست ہے، یا نہیں:

سوال: اگر کسی شخص کی جیب میں رشوت کا روپیہ پڑا ہو تو اس کی نماز ہوگی، یا نہیں؟ اور رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا کپڑا اگر بدن پر ہو تو نماز ہوگی، یا نہیں؟

الجواب

نماز ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علاحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴؍۱۰۲)

نماز کے دوران وضو کا ٹوٹ جانا:

سوال: دوران نماز ریاح خارج ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا ایسے میں ہم ریاح روک سکتے ہیں اور اگر ہم روک لیتے ہیں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟

---

(۱) عن أبي ذر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قام أحدكم إلى الصلاة فلا يمسح الحصى فإن الرحمة تواجهه. (سنن النسائي، النهي عن مسح الحصى في الصلاة، رقم الحديث: ۱۱۹۱، انيس)

(و) يكره أيضاً للمصلي (أن يمسح عرقه أو) يمسح (التراب عن جبهته في أثناء الصلوٰة)... ولا يكره بعد السلام. (غنية المستملي، فصل في بيان ما يكره فعله في الصلوٰة، ص: ۳۴۵، ظفير)

(۲) جس طرح ارض مغصوبہ میں مکروہ ہے۔

وكذا تكره في أماكن كفوق كعبة، الخ، وأرض مغصوبة. (الدر المختار على هامش رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ۱/ ۳۵۴، ظفير)

الجواب

ایسا کرنا مکروہ ہے، نماز ہو جاتی ہے۔(۱)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۵۷۵)

آمین بالجہر کے بارے میں چند اہم سوال اوران کے جواب:

سوال: عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ:۱/۱۳۶میں ہے کہ صحیح تو آمین بالجہر ہی ہے۔

(۲) امام محمد رحمہ اللہ شاگرد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے آمین بالجہر کو ترجیح دی ہے۔

(۳) مولانا عبدالحی لکھنویؒ اپنے فتاویٰ:۲/۲۷میں بالجہر کو مسنون فرماتے ہیں۔

(۴) سعایہ شرح وقایہ میں مولانا موصوف رقم طراز ہیں:

''**فوجدنا بعد التأمل والامعان القول بالجهر بآمين هو الأصح**''.

(۵) درمختار مترجم:۱/۲۳۰میں آمین بالجہر کی بابت منقول ہے۔

(۶) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ،ص:۲۱میں فرماتے ہیں کہ جو شخص آمین بالجہر کہتا ہو،اس کو ملامت نہیں کرنا چاہیے، نیز فتاویٰ رشیدیہ:۱/۶میں آمین ورفع یدین کرنے والے کو عامل بالحدیث لکھا ہے۔

حدیث،یا سنت کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ منسوخ نہ ہوئی ہواور مستمر رہی ہو؛ کیوں کہ دو مختلف قول ایک ہی وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کئے جاسکتے ،یقیناً دوسرا قول اس وقت کے لیے نہ سنت ہے اور نہ ہی حدیث کہلاسکتا ہے،اس نظریہ کے متعلق بھی ارشاد فرمائیں؟

الجواب

''عمدۃ الرعایۃ'' میں مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے جو لفظ تحریر فرمایا ہے، وہ روایت شعبہ کے متعلق ہے کہ اس میں ایک لفظ ''**خفض بها صوته**''(۲) آیا ہے اور دوسری میں ''**جهر بها**'' ہے،(۳) تو مولانا نے اس روایت کے ان دو لفظوں

---

(۱) (و)يكره (أن يدخل في الصلوٰة وقد أخذه غائط أو بول) لقوله عليه الصلواة والسلام: لاصلاة بحضرة الطعام ولا وهو يدافعة الأخبثان.{متفق عليه}(الحلبي الكبير،ص:٣٦٦)

وأيضًا:عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:لايحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يصلي وهو حقن حتٰى يتخفف.(سنن أبي داؤد،كتاب الطهارة،باب أيصلي الرجل وهو حاقن:١٢/١،انيس)

ردالمحتار،كتاب الصلوٰة،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها:٤٠٨/٢،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

(۲) عن علقمة بن وائل عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ غير المغضوب عليه ولا الضالين فقال:آمين وخفض بها صوته.(جامع الترمذي،كتاب الصلاة،باب ماجاء في التأمين:٥٨/١،مكتبة أشرفية ديوبند،انيس)

(۳) عن وائل بن حجر قال:كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا قرأ﴿ولا الضالين﴾قال:آمين،ورفع بها صوته.(سنن أبي داؤد،باب التأمين وراء الإمام،رقم الحديث:٩٣٢،انيس)

میں سے از روئے روایت ایک کو صحیح کہا ہے، نہ یہ کہ آمین بالجہر کو آمین بالسر پر ترجیح دی ہے، مولانا خود حنفی تھے، ساری عمر سرآمین کہتے رہے اور نواب صدیق حسن خان کے ساتھ ان کے مناظرے، مسائلِ مختلف فیہا میں رہے ہیں؟

(۲) حوالہ موجود نہیں، بعد از حوالہ جواب دیا جائے گا۔

(۳) فتاویٰ عبدالحیؒ میں دراصل یہ بات مذکور ہے کہ کسی مقام پر غیر مقلدین آمین آہستہ کہنے والوں کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور ان میں سے بعض جاہل حنفیوں کو کافر بھی کہہ رہے تھے، ان کلماتِ ناشائستہ کی وجہ سے بعض حنفیوں نے غیر مقلدین کو مارا، جس کی وجہ سے جو روز روز فساد اور مناظرہ اور جھگڑا مسجد میں برپا رہتا تھا، وہ ختم ہو گیا، پھر مولانا سے استفتاء ہوا، اس پر مولانا عبدالحی رحمہ اللہ نے مارنے والوں کو تنبیہ کی اور کہا کہ آمین بالجہر نہ کہنے والے کو برا کہنے والا اور آمین بالجہر کہنے والے کو مارنے والے دونوں گنہگار ہوئے، دونوں پر توبہ لازم ہے۔ یہ اصل عبارت ہے، جس کو غلط الفاظ میں استفتاء کے اندر پیش کیا گیا ہے، اب اس سے یک طرفہ مطلب نکالنا کہ آمین بالجہر ہی سنت ہے، ٹھیک نہیں۔

(۴) سعایہ ہمارے پاس موجود نہیں ہے؛ اس لیے اس کے متعلق کچھ لکھنے سے قاصر ہیں، سائل کے دیگر سوالات کے موافق اس میں بھی کوئی مغالطہ ہوگا۔

(۵) درمختار میں آمین بالجہر کے مسنون ہونے کے متعلق کچھ نہیں ہے؛ بلکہ ''سرا'' کہنے کا ذکر ہے۔

(۶) مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے فتاویٰ رشیدیہ میں ایک شخص کے جواب میں تحریر فرمایا ہے، اس نے سوال کیا تھا کہ غیر مقلد کے پاس کھڑے ہو کر رفع یدین و آمین بالجہر کرنے سے ہماری نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آئے گی؟

اس کے جواب میں مولانا نے جو فرمایا، وہ یہ لفظ ہیں: ''کچھ خرابی نہیں آئے گی، ایسا تعصب اچھا نہیں ہے، وہ بھی عامل بالحدیث ہے، اگرچہ نفسانیت کرتا ہے؛ مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے''۔ اس عبارت میں مولانا نے غیر مقلدین کو نفسانیت سے عمل کرنے والا فرمایا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، جو آج کل غیر مقلدین میں مشاہد ہے، انہیں جہاں بھی موقع ملتا ہے، احناف کو کافر مشرک اور خلاف سنت کرنے والا کے القاب دیتے ہیں اور ہمارے اکابر کی رواداری دیکھئے کہ ان پر ملامت کرنے، یا برا بھلا کہنے سے روک رہے ہیں؛ اس لیے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فتنہ و فساد کرنا اچھا نہیں ہے اور ان مسائل میں الجھنا نہیں چاہیے، دونوں امر صاحبِ شریعت سے ثابت ہیں اور یہی مطلب سبیل الرشاد کا ہے۔ ''سبیل الرشاد'' کی عبارت ملاحظہ ہو:

''آمین کے باب میں دونوں طرف حدیث صحیح موجود ہے، اس میں یہی دو فریق ہیں: ایک جہر کو اولیٰ کہتے ہیں اور دوسرے خفیہ کو اولیٰ کہتے ہیں، اصل آمین کہنے کے سنت ہونے میں اتفاق ہے''۔

اس عبارت میں سے جیسے یہ نکلتا ہے کہ جہر والے عامل بالحدیث ہیں، اسی طرح سر والے بھی عامل بالسنہ ثابت

ہوتے ہیں اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ خود سرا آمین کہتے رہے ہیں تو پھر جھگڑا جس کی ابتدا غیر مقلدین کی طرف سے ہوتی ہے اور حنفی اکثر مدافعت کرتے ہیں، اس میں حنفی کیوں قابلِ ملامت ہیں۔

بعض ائمہ آمین بالجہر کو سنت مستمرہ مانتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں اور بعض ائمہ اس کو سنت منسوخہ قرار دیتے ہیں اور آخری عمل اخفا کو سمجھتے ہیں؛ اس لیے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دونوں عمل مسنون ہیں، یا دونوں فریق عامل بالسنہ ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر فریق اپنے ولائل اور ترجیح کی بنا پر مصیب ہے اور واقع میں حق تو ایک فریق کے ساتھ ہوگا؛ لیکن اجر وثواب کے دونوں فریق مستحق ہوں گے؛ اس لیے کسی پر ملامت کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ، ۲۵/صفر المظفر ۱۳۷۴ھ۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۴۱۷-۴۱۹)

مسجد میں پڑی ہوئی ٹوپیوں سے نماز کا حکم:

سوال: آج کل مسجدوں میں تنکے کی ٹوپیاں رکھنے کا عام رواج ہے، مستعملین کو ان کی پاکی و پلیدی کا کوئی علم نہیں ہوتا، ان کا استعمال کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بہتر یہ ہے کہ ہر شخص رومال، یا ٹوپی گھر سے اپنے ہمراہ لائے اور اسے پہن کر نماز پڑھے، ایسی گری پڑی ٹوپیاں استعمال کرنا نظافت ونفاست کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، ۱۱/۷/۱۳۹۷ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۴۲۵)

پگڑی باندھنے میں اگر سر کا درمیانہ حصہ خالی رہ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے:

سوال: بعض بوڑھوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ پگڑی باندھتے ہیں تو سر کا درمیانہ حصہ ننگا چھوڑ دیتے ہیں اور اسی کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں تو اس طرح نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پگڑی باندھنے سے منع فرمایا ہے کہ سر پر پگڑی تو موجود ہو؛ مگر اس کا درمیانہ حصہ خالی ہو؛ اس لیے اس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

لما قال العلامة الحصكفي: "يكره اشتمال الصماء والاعتجاز"... قال ابن عابدين: (قوله: والاعتجاز) لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عنه وهو شد الرأس أوتكوير عمامته علىٰ رأسه وترك وسطه مكشوفًا.

وقیل: أن یتنقب بعمامته فیعطی ألفه، إما للحر أو للبرد أو للتکبیر، إمداد، وکراهة تحریمیة أیضاً لما مر. (۱)(فتاویٰ حقانیہ: ۱۹۷/۳)

چوری شدہ ٹوپی سے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: میرا ایک دوست درزی ہے، اس کے پاس لوگ کپڑے سلوانے کے لیے لاتے ہیں، اس سے کچھ کپڑا بچ بھی جاتا ہے، اس کپڑے سے اگر ٹوپی وغیرہ بنا کر اس میں نماز پڑھی جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب

اگر یہ کپڑا جو درزی کے پاس بچ جاتا ہے اور مالک نے بطیّب خاطر چھوڑ دیا ہو تو اس سے بنی ہوئی ٹوپی میں نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، البتہ اگر مالک کی رضامندی کے بغیر اس نے اس کپڑے سے اپنے لیے ٹوپی بنالی تو اس چوری کردہ کپڑے کی ٹوپی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ **قال العلامة الحصکفی:**

"وکذا تکره فی أماکن کفوق کعبة... وأرض مغصوبة". (۲)(فتاویٰ حقانیہ: ۱۹۷/۳-۱۹۸)

کباڑ (لنڈے) کے کپڑوں میں نماز کا حکم:

سوال: بعض لوگ کباڑ (لنڈے) کے کپڑے استعمال کرتے ہیں، کیا بغیر دھوئے ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب

کباڑ (لنڈے) کا اکثر حصہ یہود ونصاریٰ، یا فساق کے استعمال شدہ کپڑوں کا ہوتا ہے، فقہاء کرام نے ان کی شلوار، پتلون وغیرہ کے علاوہ دیگر کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز لکھا ہے؛ تاہم بہتر یہ ہے کہ ایسے کپڑے دھو کر استعمال کیے جائیں۔

لما قال العلامة الحصکفی: ثیاب الفسقة وأهل الذمة طاهرة.

قال ابن عابدین: قال فی الفتح وقال بعض المشائخ: تکره الصلاة فی ثیاب الفسقة؛ لأنهم

(۱) ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب الکلام علی اتحاذ المسبحة: ۴۲۳/۲، مکتبة زکریا، انیس)
(قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: و(یکره الاعتجاز وهو شد الرأس بالمندیل) أو تکویر عمامة علٰی رأسه. (مراقی الفلاح علٰی صدر الطحطاوی، فصل مکروهات الصلوٰة، ص: ۳۵۰، مکتبة دار الکتاب دیوبند، انیس)

(۲) الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، کتاب الصلاة، قبیل باب الأذان: ۳۸۱/۱
قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: (و) تکره فی (أرض الغیر بلا رضاه). (مراقی الفلاح علٰی صدر الطحطاوی، باب مکروه الصلاة، ص: ۲۹۱)

لايتقون الخمور، قال المصنف يعني صاحب الهداية: الأصح أنه لايكره؛لأنه لم يكره من ثياب أهل الذمة إلا السراويل مع استحلالهم الخمر،فهٰذا أولٰی. (رد المحتار: ۱/ ۳۵۰،فصل فی الاستنجاء قبيل كتاب الصلاة)(۱) (فتاویٰ حقانیہ:۳/۱۹۸)

سجدہ میں جاتے وقت شلوار اوپر اٹھانے کا حکم:

سوال: جناب مفتی صاحب! بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سجدہ میں جاتے وقت اپنی شلوار وغیرہ کو اوپر کرتے رہتے ہیں، کیا اس طرح کرنے سے نماز پر کوئی اثر پڑتا ہے، یا نہیں؟

الجواب

نماز کی حالت میں بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر ضرورت ہو تو پھر اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (۲)

قال العلامة الحصكفي رحمه اللّٰه:(و) كره(كفه)أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل وعبثه به أي بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجة ولابأس به خارج صلاة.

قال ابن عابدين:تحت قوله وعبثه)قال في النهاية:وحاصله إن كل عمل هو مفيد للمصلي فلا بأس به ... فلما ما ليس بمفيد فهو البعث. (۳) (فتاویٰ حقانیہ:۳/۱۹۹)

منہ ڈھانپ کر نماز پڑھنا:

سوال: سردیوں کے موسم میں لوگ چادر، یا رومال سے منہ ڈھانپ کر نماز پڑھتے ہیں، اس طرح نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) قال العلامة السيد أحمد الطحطاوي (تحت قوله وثياب الفسقة وأهل الذمة):مثلهم أهل الحرب (قوله:طاهرة) ظاهره جواز الصلاة فيها من غير كراهة، في التجنيس: أن الصلاة في سراويل أهل الذمة مكروهة، قال الحلبي:ولعله لأنهم لايستنزئون ولا يستنجون.(حاشية الطحطاوي على الدر المحتار،كتاب الطهارة،فصل في الإستنجاء: ۱/ ۱٦۸،قبيل كتاب الصلاة)

(۲) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال:أمر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم أن يسجد علٰى سبعة أعضاء ولا يكف شعره ولا ثيابه.(جامع الترمذي،باب ماجاء في السجود علٰى سبعة أعضاء: ۱/ ٦۲،مكتبة أشرفية ديوبند،انيس)

(۳) رد المحتار،كتاب الصلاة،باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها: ۲/ ٤۰٦،انيس

قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالي:وكف ثوبه أي رفعه بين يديه أومن خلفه إذا أراد السجود وقيل: أن يجمع ثوبه ويشده في وسطه لما فيه من التجبر المنافي للخشوع لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم: أمرت أن أسجد علٰى سبعة أعظم وأن لا أكف شعراً ولاثوباً.(مراقي الفلاح علٰى صدر الطحطاوي،فصل في المكروهات،ص: ۲۸٤)

الجواب ــــــــــــــــــــــ

نماز میں ناک اور منہ کا چھپانا مکروہ ہے؛ اس لیے سردیوں، یا گرمیوں میں اس طرح کرنے سے اجتناب کیا جائے، اس سے نماز میں کراہت آتی ہے۔

لمافی الهندية: ويكره التلثم وهو تعطية الأنف والفم فی الصلاة والتثاؤب،إلخ. (۱)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۲۰۱)

بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: آج کل اکثر عورتیں سر کے بالوں کو ایک جگہ جمع کر کے باندھ لیتی ہیں، جس کو جوڑا کہا جاتا ہے، کیا اس حالت میں نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــ

عورتوں کا بالوں کو ایک جگہ جمع کر کے باندھ کر (جوڑا کر کے) نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگر چہ بدون حالت نماز بوقت ضرورت بالوں جوڑا بنانا مباح ہے۔ (۲)

لـمـا قال العلامة الحكفی: (وعقص شعره)، آه،قال ابن عابدين تحت قوله: وعقص شعره) أی ضفره وفتله والمراد به أن يجعله علٰی هامته ويشده بصمغ أوأن يلف ذوائبه حول رأسه كما يفعله النساء فی بعض الأوقات أويجمع الشعر كله من قبل القفاء ويشد بخيط أوخرقة كی لا يصيب الأرض إذا سجد،وجميع ذلک مكروه. (۳)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۲۰۲-۲۰۳)

(۱) الفتاویٰ الهندية : ۱/۱۰۷،الفصل الثانی فيما يكره فی الصلاة

لـمـا قـال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: ويكره... وتغطية أنفه وقمه،لمارويناء قال السيد أحمد الطحطاوی (تحت قوله: لمارويناء) من أنه صلی الله عليه وسلم نهی عن أن يغطی أرجل فاه،كذا فی الشرح.(حاشية الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح،كتاب الصلاة،ص: ۳۵۰،مكتبة دار الكتاب ديوبند،انيس)

(۲) أنـه عليه الصلاة والسلام:"نهٰی أن يصلی الرجل ورأسه معقوص". {رواه احمد وابن ماجة والترمذی}(نيل الأوطار: ۲/۲۲٦،انيس)

عـن ابـن عبـاس قـال: قـال رسـول الـلّٰـه صـلـی الـلّٰـه عليه وسلم أمرت أن لا أكف شعراً ولا ثوباً.(سنن ابن ماجة،كتاب الصلاة،باب كف الشعر والثوب فی الصلاة،ص: ۷٤،كتب خانه رشيدية دهلی،انيس)

(۳) الدرالمحتارعلٰی رد المحتار،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،مطلب:فی الخشوع: ۲/٤۰۸، مكتبة زكريا،انيس

وفـی الهـنـدية: ويـكره عقص شعره وهوجمع الشعرعلی الرأس واشده بشئ حتٰی لاينحل،كذا فی التبيين، واختلف الفقهاء فيه علٰی أقوال: فقيل: أن يجمعه وسط رأسه كشده،وقيل: أن يلف زوائبه حول رأسه كما يفعله النساء، وقيل: أن يجمعه من قبل القفا ويمسكه بخيط أوخرقة وكل ذلک مكروه،كذا فی البحر الرائق.(الفتاوٰی الهندية: ۱/۱۰٦،الفصل الثانی فيما يكره فی الصلاة)

لہسن پیاز وغیرہ کھا کر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: لہسن، پیاز یا مولی کھا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

لہسن، پیاز، یا مولی وغیرہ کھانے سے منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے، بہتر ہے کہ اس کو زائل کر کے نماز پڑھی جائے، اس بدبو کے ساتھ نماز پڑھنا مسجد کے علاوہ ہر جگہ مکروہ ہے؛ اس لیے کہ حدیث میں ان کو کھا کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

عن علی رضی اللّٰہ عنہ أنہ قال: نھی عن أکل الثوم إلا مطبوخًا. (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۰۵/۳)

نماز میں ایڑیوں کے بل بیٹھنے سے نماز کا حکم:

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی بیماری کی وجہ سے نماز میں اپنے پاؤں صحیح طریقہ سے نہیں رکھ سکتے؛ اس لیے وہ نماز میں ایڑیوں کے بل بیٹھتے ہیں، کیا اس صورت میں نماز صحیح ہوگی؟

الجواب

نماز میں ایڑیوں کے بل بیٹھنا مکروہ ہے، البتہ اگر کسی کو بیماری ہو تو اس کی نماز اسی حالت میں (یعنی ایڑیوں کے بل بیٹھ کر) بلا کراہت درست ہے۔

قال العلامۃ ابن عابدین (تحت قولہ: واقعاؤہ): والکرخی بأن ینصب قدمیہ ویقعد علٰی عقبیہ ویضع یدیہ علی الأرض... قال فی البحر: وینبغی أن تکون الکراھۃ التحریمیۃ علی الأول تنزیھیۃ علی الثانی. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۰۵/۳)

---

(۱) الجامع للترمذی، کتاب الأطعمۃ، باب ماجاء فی الرخصۃ فی أکل الثوم مطبوخاً: ۳/۲ (رقم الحدیث: ۱۸۰۸، انیس)

عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال: نھی عن أکل الثوم إلا مطبوخًا. (سنن أبی داؤد، کتاب الأطعمۃ، باب فی أکل الثوم: ۳٦۷/۲، رقم الحدیث: ۳۸۲۸، انیس)

(۲) رد المحتار، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، مطلب: إذا تردد الحکم بین سنۃ و بدعۃ: ٦٤۳/۱، مکتبۃ زکریا، انیس

قال العلامۃ السید أحمد الطحطاوی: تحت قولہ: (و) کرہ (الاقعاء) وقال الکرخی ھو أن ینصب قدمیہ ویقعد علٰی عقبیہ واضعًا یدیہ علی الأرض، قال الزیلعی: ... لا أن ماقالہ الکرخی غیر مکروہ بل یکرہ ذلک أیضا. (طحطاوی حاشیۃ مراقی الفلاح: ۲۸۳، باب مایکرہ فی الصلاۃ) (حاشیۃ الطحطاوی علٰی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل فی المکروھات، ص: ۳٤۸، مکتبۃ دار الکتاب دیوبند، انیس)

تشہد میں دامن صحیح کرنا:

سوال: بعض لوگ جب التحیات میں بیٹھتے ہیں تو اپنا دامن صحیح کرتے رہتے ہیں، ان کے اس عمل سے نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

نماز میں تشہد، یا دوسرے مواقع میں اپنے کپڑوں، یا بدن، یا کسی اور چیز سے کھیلنا شرعاً مکروہ ہے، اگر چہ اس سے نماز تو فاسد نہیں ہوتی؛ مگر مکروہ ضرور ہوتی ہے؛ اس لیے صورت مسئولہ میں تشہد میں دامن کا صحیح کرنا عمل کثیر ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے؛ تاہم اگر دامن گھٹنوں کے نیچے آ کر تکلیف کا باعث بنتا ہو تو بدون عمل کثیر کے درست کرسکتا ہے۔

لما قال الحصكفي: وكره كفه أي رفعه ولو لتراب كمشمر كم أو ذيل وعبثه به أي بثوبه وبجسده للنهي إلا لحاجة ولا بأس به. (۱)(فتاویٰ حقانی: ۳/۲۰۷)

سوئے ہوئے شخص کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: اگر کسی نمازی کے آگے کوئی شخص سو رہا ہو تو اس نمازی کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

سویا ہوا شخص قبلہ روخ ہو کر سویا ہوا اور نمازی کی طرف اس کی پشت ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے؛ تاہم اگر اس کا رخ نمازی کی طرف ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔ (۲)

لما قال العلامة الحصكفي: (و)لايكره (صلوٰة إلى ظهر قاعد)أو قائم ولو (يتحدث)إلا إذا خيف الغلط بحديثه.

قال ابن عابدين تحت (قوله:إلى ظهر قاعد):قيد بالظهر احتراز عن الوجه فإنها تكره إليه كما مر... وفي شرح المنية:أفاد به نفي قول من قال بالكراهة بحضرة المتحدثين و كذا بحضرة النايمين ... وفي النائمين إذا خاف ظهور شئ يضحكه. (۳)(فتاویٰ حقانیہ: ۳/۲۰۹)

(۱) الدر المختار على صدر رد المحتار، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۴۰۶، مكتبة زكريا ديوبند، انيس)
قال العلامة أبو البركات النسفي: وكره عبثه بثوبه وبدنه وقلب الحصا إلا للسجود مرة وفرقعة الأصابع (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها: ۲/۱۹، انيس)

(۲) عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تصلوا خلف النائم ولا المتحدث.
(سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب الصلاة إلى المتحدثين: ۱/۱۰۱، رقم الحديث: ۶۹۴، دار الفكر بيروت، انيس)

(۳) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۴۲۲، مكتبة زكريا ديوبند، انيس ==

نماز میں عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں دعا مانگنے کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص نماز میں عربی کے علاوہ اردو، پشتو، وغیرہ زبانوں میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنا شروع کردے تو اس سے نماز پر کیا اثر پڑے گا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

مسنون طریقہ یہ ہے کہ نماز میں صرف عربی زبان میں دعا کی جائے، اگر کسی اور زبان میں دعا کی جائے تو نماز کراہت سے خالی نہ ہوگی۔

لما قال ابن عابدين: وظاهر التعليل أن الدعاء بغير العربية خلاف الأولٰى وأن الكراهة تنزيهية. (۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۰۹/۳)

دوران نماز بچے کا گود میں بیٹھ جانا:

سوال: نماز کی حالت میں اگر بچہ سامنے آجائے، یا گود میں بیٹھ جائے تو اس سے نماز فاسد ہوتی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر بچہ خود قصداً گود میں آکر بیٹھ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، ایسے ہی اگر بچے کے رونے، یا گر جانے کا خطرہ ہو اور اس مقام میں کوئی دوسرا نہیں، جو اس کی حفاظت کر سکے، اس صورت میں بھی بچے کو گود میں لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، البتہ ان مذکورہ شرائط کے علاوہ قصداً بطور محبت بچے کو اٹھا کر نماز پڑھتا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔

صلّٰى وهو حامل صبيا جازت صلاته ويكره ولو لم يكن هناك من يحفظه ويتعهد وهو يبكي فلا يكره، هٰكذا في محيط السرخسي. (۲) (فتاویٰ حقانیہ: ۲۱۰/۳)

== قال إبراهيم الحلبي: ولا بأس بأن يصلي متوجها إلٰى ظهر رجل قاعدًا الطاهر أن التقييد به باعتبار الغالب وأنه لا فرق بين كونه قاعدًا أوقائمًا وقوله يتحدث لإفادة نهي قول من قال بالكراهة بحضرة المتحدثين وكذا بحضرة النائمين. (الكبيري: ۳٥٨، كراهية الصلاة)

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة: ٥٢١/١، مطلب في الدعاء بغير العربية، باب صفة الصلاة

قال العلامة عبد الحي الكهنوي رحمه اللّٰه: ومنها أن يدعوا بالعربية ليكون أقرب إلى الإجابة فإن اللسان العربي من الفضل ماليس لغيره... في غرر الأفكار شرح درر البحار في بحث الدعاء بعد التشهد: كره الدعا بلا عجمية، إلخ. (السعاية: ٢٤٥/٢، باب صفة الصلاة)

(۲) الفتاوٰى الهندية: ١٠٧/١، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة

قال الحصكفي: يكره... وحمل الطفل وماورد نسخ بحديث أن في الصلاة شغلاً. (الدرالمختار علٰى صدر المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ٤٢٥/٢، مكتبة زكريا ديوبند)

چادر بچھا کر نماز پڑھنا:

سوال: مسجد میں چادر بچھا کر اس پر نماز پڑھنا شرعا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

مسجد میں چادر بچھا کر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ زمین کی صلابت موجود رہے، اگر زمین کی صلابت معلوم نہ ہوتو پھر مکروہ ہے۔(۱)

رجل یصلی علی الأرض ویسجد علٰی خرقه وضعوها بین یدیه لیقی بها الحر لابأس به، کذا فی الظهریة. (۲) (فتاویٰ حقانیہ:۲۱۱/۳)

نماز میں کپڑوں کو صحیح کرنا:

سوال: رکوع سے سجدہ کو انتقال کے وقت شلوار کو اوپر کی طرف کھینچنا، ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت اپنے کپڑوں کو صحیح کرنا، کیا شرعا ایسا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بغیر حاجت کے کپڑوں کو صحیح کرنا جب عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے تو مکروہ ہے اور حاجت کے ساتھ بلا کراہت جائز ہے اور اگر عمل کثیر تک نوبت پہنچے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔(۳)

قال الحصکفی: وکره کفه أی رفعه ولو لتراب کمشمر کم أو ذیل. (۴) (فتاویٰ حقانیہ:۲۱۴/۳)

---

(۱) عن أبی سعید أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلٰی علی الحصیر. (الجامع للترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی الصلاة علی الحصیر: ۷۵/۱، رقم الحدیث: ۳۳۰، انیس)

(۲) الفتاوٰی الهندیة: ۱۰۸/۱، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلوٰة وما لایکره

قال طاهر بن عبد الرشید البخاری: ولو سجد علٰی ذیله أو کمه أو کورعمامته یتقی بذلک حرا لأرض وبردها یجوز عندنا. (خلاصة الفتاویٰ: ۵۹/۱، جنس آخر فیما یکره)

(۳) عن ابن عباس قال: أمر النبی صلی اللّٰه علیه وسلمؐ: "أن یسجد علٰی سبعة أعضاء ولا یکف شعره ولا یثابه". (الجامع للترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی السجود علٰی سبعة أعضاء: ۶۲/۱، مکتبة أشرفیة دیوبند، انیس)

(۴) الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۴۰۶/۲، مکتبة زکریا دیوبند، انیس

و یکره للمصلی أن یعبث بثوبه أو لحیته أو جسده وأن یکف ثوبه بأن یرفع ثوبه من بین یدیه أو خلفه إذا أراد السجود کذا فی معراج الدرائة ولابأس بأن ینفض ثوبه کیلا یلتف بجسده فی الرکوع ولا بأس بأن یمسح جبهته من التراب والحشیش. (الفتاویٰ الهندیة: ۱۰۵/۱، فصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لایکره)

نماز کے لیے ایک جگہ متعین کر لینا:

سوال: زید نے یہ عقیدہ بنایا ہے کہ مجھے مسجد میں ایک ہی جگہ نماز پڑھنی ہے اور اگر زید کی جگہ پر ماجد نماز پڑھنے لگا تو ماجد نے زید کو ہٹا دیا اور زید اپنی جگہ پر نماز پڑھنے لگا، تو کیا زید کی نماز ہوگی، یا نہیں؟

هو المصوب

نماز ہو جائے گی، البتہ زید کا مذکورہ طرز عمل درست نہیں ہے اور ایک ہی جگہ متعین کر لینا مکروہ ہے۔(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویف: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۴۵-۴۴۶)

مسجد میں جگہ مخصوص کرنا:

سوال: مسجد میں جماعت کے وقت اپنے لیے ایک جگہ مخصوص کر لینا کیسا ہے؟ ہماری مسجد میں ایک صاحب امام کے ٹھیک پیچھے کھڑے ہوئے ہیں، اذان نہیں کہتے؛ لیکن اقامت بلا اجازت مؤذن کہتے ہیں، اگر دیر سے آتے ہیں تو مصلیان کے بیچ کہنیاں مار کر گھس جاتے ہیں، یہ عمل کیسا ہے؟

هوا لمصوب

مذکور طریقہ درست نہیں ہے، اپنے لیے اس طرح سے جگہ مخصوص کرنا مکروہ ہے۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۴۶)

مسجد میں انگلیاں چٹخانا:

سوال: مسجد میں اور اسی طرح اگر وہ منتظر صلوۃ ہو تو دونوں حالتوں میں انگلی چٹخانا کیسا ہے؟ اگر مکروہ ہے تو تحریمی، یا تنزیہی؟

هو المصوب

دونوں صورتوں میں انگلیوں کا چٹخانا مکروہ تنزیہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کے چٹخانے سے روکا ہے۔(۳)

(۱) ویکره للإنسان أن یخص لنفسه مکانًا فی المسجد یصلی فیه. (الفتاویٰ الهندیة: ۱/۳۵٦)

(۲) قوله: "تخصیص مکان لنفسه" لأنه یخل بالخشوع، کذا فی القنیة أی لأنه إذا إذا اعتاده ثم صلٰی فی غیره یبقی باله مشغولا بالأول بخلاف ما إذا لم یألف مکانا معیناً. (ردالمحتار، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها: ۲/۴۳٦)

(۳) إذا توضا أحدکم ثم خرج إلی المسجد فلا یشبک بین أصابعه فإنه فی الصلاة. (صحیح ابن خزیمة، کتاب الصلاة، باب النهی عن التشبیک بین الأصابع عند الخروج إلی الصلاة، رقم الحدیث: ۴۴۱/السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الجمعة، باب لایشبک بین أصابعه إذا خرج إلی الصلاة، رقم الحدیث: ٦۰۹۲/مسند أحمد بن حنبل: ۴/۲۴۱، رقم الحدیث: ۱۸۱۲۸، قال شعیب الأرناؤط: حدیث حسن وهٰذا إسناد ضعیف)

فقہانے اس حدیث کی بنیاد پر صراحت کی ہے کہ نماز کی حالت ہو یا نماز سے باہر ہو، اگر مسجد میں یہ عمل ہو تو مکروہ ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں صراحت ہے:

ویکره أن یشبک أصابعه... والفرقعة خارج الصلاة کرهها کثیر من الناس.(۱)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۴۷-۴۴۸)

اندھیرے میں نماز پڑھنا:

سوال (۱) کیا آنکھ بند کر کے نماز پڑھ سکتا ہوں؟

(۲) کیا دعا آنکھ بند کر کے مانگی جا سکتی ہے؟

(۳) کمرہ میں روشنی جلا کر نماز پڑھنی ہوگی؟

هو المصوب

(۱-۲) آنکھ بند کر کے نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں، البتہ اگر کبھی کمال خشوع کے لیے بند کر لے تو جائز ہے۔(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ آنکھ بند کر کے نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے، بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں، دعا میں بند کرنا جائز ہے۔

(۳) اندھیرے میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؛ لیکن روشنی میں اولیٰ ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/۴۵۴)

نماز میں کرتے پر لنگی باندھنے کا حکم:

سوال: زید کہتا ہے: قمیص کے اوپر لنگی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور عمر کہتا ہے کہ یہ بات مکروہات صلوۃ میں نہیں ہے۔ زید ''مجموعۂ فتاویٰ'' حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب لکھنویؒ کی جلد اول، استفتاء نمبر: ۱۷۱، کا حوالہ بتلاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ زید کا حوالہ بتلانا اور نماز میں قمیص کے اوپر لنگی باندھنا مکروہ ہے، یا نہیں؟

الجواب

حامدًا و مصلیًا، الجواب وباللّٰه التوفیق: زید کا ''مجموعہ فتاویٰ'' حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب، جلد

(۱) الفتاوی الهندية، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة، وما لا يكره: ۱/۱۰۶، مكتبة زكريا ديوبند، انيس

(۲) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا قام أحدكم في الصلوٰة فلا يغمض عينيه. (المعجم الأوسط للطبراني: ۱/۶۰۳، رقم الحديث: ۲۲۱۸، انيس)

(وتغميض عينيه) للنهي إلا لكمال الخشوع. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها: ۲/۴۱۳)

اول استفتاء نمبر: ۱۷، کا حوالہ بتلانا سراسر غلط اور دھوکہ ہے، ''مجموعہ فتاویٰ'' کی تینوں جلدوں میں اس قسم کا کوئی فتویٰ باوجود تلاش کے مجھے نہیں ملا، زید کو لازم ہے کہ صفحہ نمبر لکھے، باقی زید کا یہ کہنا کہ قمیص کے اوپر لنگی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، یہ من وجہ صحیح ہے۔ حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب نے ''نفع المفتی والسائل'' ص: ۸۵، میں لکھا ہے:

''ویکرہ الإزار فوق القمیص فی الصلاۃ''.(۱)

لیکن اصل مذہب میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا؛ یعنی جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں، اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا یہ مکروہ ہے، ونیز نماز میں وہ کپڑا پہننا مکروہ ہے، جس کو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو۔(۲)

برما میں تمام زیر بادی مسلمان ہمیشہ قمیص پر لنگی باندھتے ہیں، لہذا یہ مکروہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

(مرغوب الفتاوی: ۲/۲۰۸-۲۰۹)

نماز میں ہلنے کا حکم:

سوال: ایک مسجد کے امام صاحب جب بھی نماز باجماعت ادا کرانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور نیت کرنے کے بعد جب قرأت شروع کرتے ہیں تو شدت کے ساتھ سارا بدن اور دونوں شانے ہلنا شروع ہو جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ مرگی اور رعشہ کی جیسی حالت ہو، دونوں شانے زور زور سے متواتر ہلتے رہتے ہیں، جس سے نمازیوں کو کراہت ہوتی ہے، نماز کی حالت میں ایسی حرکت درست ہے، یا نہیں؟ اور نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟

الجواب

حامدًا ومصلیًا، الجواب وباللّٰہ التوفیق:

امام کی یہ حرکت اختیاری ہے، یا اضطراری؟ اگر اختیاری ہے تو اس سے نماز مکروہ ہوگی اور اگر بے اختیاری ہے تو امام

---

(۱) ذخیرۃ المسائل، ترجمہ نفع المفتی والسائل: ص: ۱۹۰

(۲) ...وصلاته في ثياب بذلة يلبسه في بيته ومهنه أي خدمة أن له غريها وإلا لا.(الدر المختار)

وفسرها في ردالمحتار عن شرح الوقاية:"بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر والظاهر أن الكراهة تنزيهية".(فتاوى عبدالحيء، ص: ۱/۴۰۷، قبيل مطلب في الخشوع)

تكميل: من المكروهات أيضا الصلاة في ثياب المهنة وفسرها صدر الشريعة بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر.(النهر الفائق، فصل فيما يكره خارج الصلاة: ۱/۲۸۷، دار الكتب العلمية بيروت، انيس)

وفسر ثياب البذلة في شرح الوقاية بما يلبسه في بيته ولا يذهب به إلى الأكابر.(البحر الرائق، فصل فيما يكره خارج الصلاة: ۲/۳۵، دار الكتاب الإسلامي بيروت، انيس)

معذور کے حکم میں ہے، نماز مکروہ نہیں، (۱) اگر کوشش سے یہ حرکت موقوف ہوسکتی ہے تو امام کو لازم ہے کہ کوشش کرکے حرکت کو موقف کرے، ورنہ مجبوری ہے، نماز صحیح ہے، امام صاحب اکیلے نماز پڑھتے ہوں اور اس وقت بھی حرکت رہتی ہو تو بظاہر یہ حرکت اختیاری ہے، ورنہ اختیاری ہے، اپنے خشوع وخضوع کا اظہار مقصود ہے، جو معیوب وقابل ترک ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاوی:۲/۲۰۹-۲۱۰)

نماز میں کندھوں سے چادر کا گر جانا:

سوال: کبھی نماز کی حالت میں نمازی کے کندھوں سے چادر گر جاتی ہے، اس صورت میں نمازی کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب

اگر نماز کے اندر کندھوں سے چادر گر جائے اور سدل کی صورت اختیار کرلے، اس کی اصلاح عمل قلیل سے اگر ممکن ہو تو چادر کو ایک ہاتھ سے کندھوں پر ڈال لینا چاہیے؛ کیوں کہ نماز میں سدل مکروہ ہے، اسی طرح اس اصلاح سے ذہنی تشویش بھی ختم ہوجائے گی، جو چادر کے گرنے سے پیدا ہوچکی تھی۔

لما قال العلامة الحصكفي:(وكره)...(سدل)تحريمًا للنهي (ثوبه) أي إرساله بلا لبس معتاد وكذا القباء بِكُمٍ إلٰى وراء،ذكره الحلبي كشد ومنديل يرسله من كتفيه. (۲)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۲۰۶)

---

(۳) عن ابن جريج قال:قلت لعطاء: الرجل يتمطى في الصلاة؟ قال:لم يبلغني فيه شيء ولكني لا أحبه،قلت:فيقعقع الرقبة والأصابع وغير ذلك في الصلاة؟ قال:أكرهه،قلت:التنخع أو الإمتخاط والبزاق وإدخال الرجل يده في أنفه؟ قال: لاتفعله في الصلاة، قلت:فالإحتكاك في الصلاة والارتداء والإتزار في الصلاة قال:كل ذلك لا تفعله في الصلاة.(المصنف لعبد الرزاق،باب التحريك في الصلاة:۲/۲۶۳،رقم الحديث:۳۲۹۶، انيس)

(۱) الدر المختار على صدر رد المحتار،باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها:۲/۴۰۵،مكتبة زكريا ديوبند،انيس

لما قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالي:(و)يكره (سدله) تكبرًا أوتهاؤنًا وبالعذر لايكره وهوأن يجعل الثوب علٰى رأسه عكتفيه أوكتفيه فقط ويرسل جوانبه من غيرأن يضمها.(حاشية الطحطاوي علٰى مراقي الفلاح، كتاب الصلاة،فصل في المكروهات،ص:۳۵۰،مكتبة دار الكتاب ديوبند،انيس)

"ويكره السدل في الصلاة".(مختصر الطحاوي)

وذلك لما حدثنا دعلج بن أحمد قال:حدثنا موسى بن هارون قال:حدثنا الحسن بن عيسى قال:حدثنا عبدالله بن المبارك قال:حدثنا الحسن بن ذكوان عن سليمان الأحول عن عطاء عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن السدل في الصلاة وأن يغطي فاه في الصلاة.(شرح مختصر الطحاوي للجصاص،كتاب الكراهية:۸/۵۲۷،دار البشائر الإسلامية،انيس)

کیا چادر ورضائی کا لٹکانا اسبال میں داخل ہے:

سوال: کرتا، انگرکھا، پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکانا مردوں کو جائز نہیں، آیا اس میں چادر رضائی داخل ہوگئی، جب کہ اس کا آنچل کندھے پر ڈالا جاوے اور ٹخنوں سے نیچے لٹک جاوے اوڑھنے کی حالت میں؟

الجواب

چادر رضائی کا لٹک جانا اس میں داخل نہیں؛ کیوں کہ وہ موضوع اس لیے نہیں ہیں کہ ٹخنے سے نیچے رہے، محض اتفاقی امر ہے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ۔ (تتمہ اولیٰ، ص: ۱۴۸) (امداد الفتاویٰ جدید: ۴۴۳/۱)

☆ ☆ ☆